بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحن نقص علیک

احسن القصص

یعنی

سورہ یوسف کا اُردو ترجمہ

جسے

جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی

حال قادیان ضلع گورداسپور

نے

ریاض ہند پریس امرتسر میں چھپوا کر شائع کیا

اپریل سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ

میں نے سورہ یوسف کی تفسیر کیوں لکھی

اظہار لیاقت و شہرت مقصود نہیں واللہ باللہ تاللہ محض للہ ہیں اللہ کے ایک برگزیدہ نبی پر بیہودہ الزام دیکھ نہیں سکتا باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے مفصل بیان فرما دیا پھر بھی جھوٹ و لغو و بیہودہ باتوں کے سوا سیر نہ ہونے والی طبیعتوں نے اس کو بڑھانے کی کوشش کی اور یوں زیادۃ علی کتاب اللہ کے مجرم ہوئے بعض لوگوں کو تو یہ خبط ہے کہ یوسف کے بھائیوں کے نام اور دیگر بیان میں آنیوالے اصحاب کے اسماء کی تحقیق میں لگ گئے حالانکہ اس سے کیا فائدہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ یہ بیان کیوں فرمایا ہے جب اس کی غرض بغیر ناموں کے جاننے کے حاصل ہوتی ہے بلکہ بوجہ احسن کیونکہ ناموں میں خصوصیت پیدا ہو جاتی ہے تو پھر دماغ کو پریشان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کئی لوگ قرآن مجید کے بیان کردہ واقعہ کے علاوہ کچھ باتیں بناتے ہیں اور کسی یقینی سند سے اسے ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ پس اسے قرآن مجید میں ملا کر حق کو باطل سے گڈمڈ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مسلمانو! یہ قصہ خوانی ایک مرض ہے جیسے بعض بیمار کنکر، مٹی، کوئلے کھانے لگ جاتے ہیں اور اس میں بڑا مزہ محسوس کرتے ہیں۔ حالانکہ اصل میں ان کیلئے موجب تکلیف و نقصان ہے۔ ایسا ہی روحانی مریض لغو قصے اور باتیں بڑے شوق سے سنتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ یہ میری روح کی ستیاناس کر رہے ہیں۔ یہانتک برادرانہ شکایت تھی لغو پسند پرگوئی کے شائق حضرات سے۔ اب ان مفسرین سے گلہ ہے جنھوں نے آیات اللہ کے منطوق کے خلاف کئی الزام یوسف علیہ السلام کے ذمے لکھ دیئے اور نہ سمجھے کہ ایک نبی اللہ کی عصمت پر حملہ کرنے کے علاوہ غیر قوموں کے لیے اضحوکہ بن رہے ہیں۔ ان خیالات نے مجبور کیا کہ میں اپنی سمجھ کے موافق ایک تفسیر لکھوں اور حتی الوسع صحیح ترجمہ کروں۔ دوستو! ترجمہ قرآن بڑا مشکل ہے۔ ایسا نہیں جیسا لوگ سمجھتے ہیں آجکل جسے تھوڑی بہت عربی آتی ہو یا یہ بھی نہ آئے شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم اور شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر صاحبان رحمہم اللہ اور مولوی نذیر احمد وغیرہ کا ترجمہ آگے رکھ کر ایک ترجمہ بنا لیتا ہے مگر الفاظ کی تہ تک پہنچ کر اس کے لیئے اردو لفظ نکالنا ایک ایسا مشکل امر ہے کہ جو لکھتا ہو وہی جانتا ہے۔ آپ اس ترجمہ کو غور سے دیکھیں کہ حتی الوسع تحت اللفظی کے اصل مفہوم کے ادا کرنے کا کہاں تک خیال رکھا گیا ہے۔ اور یہ سب اللہ کے فضل سے ہوا ورنہ میں کیا اور میری لیاقت کیا۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضٰہ۔

محمد ظہور الدین اکمل عفی اللہ عنہٗ
آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب

پڑھو اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

یہ آئتیں ہیں کامل، کتاب مبین کی تحقیق ہم نے اتارا اسکو پڑھنے کو لائق صاف و فصیح تاکہ تم

تَعْقِلُوْنَ ۝ (۲) نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

سمجھو[۱] (غور کرو) ہم بیان کرتے ہیں تمہپر بہت عمدہ بیان[۲] اس طور سے کہ وحی کیا ہم نے تیری طرف

هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝

یہ قرآن اور تحقیق تو تھا اس سے پہلے البتہ بیخبروں سے

رحمن۔ بے مانگے بلا کسی معاوضے و سعی کے ہر قسم کی بخشش کرنیوالا؛

رحیم۔ اپنی فرمانبرداری پر عمدہ نتائج مرتب کرنے والا؛

الٓرا یہ اختصار ہے انا اللہ الرحمن کا۔ اور عربی میں ایسا بکثرت ہے۔ اس کے معنی ہیں میں اللہ رحمن ہوں خود بخود کامیابی کے

اسباب بہم پہنچا دیتا ہوں۔ چنانچہ اگلا بیان اس کے ثبوت کے لئے کافی ووافی ہے۔

مبین:۔ اس لئے کہ شرائع کو بیان کیا۔ برکات کو ظاہر کیا۔ اللہ کی مرضی کو ظاہر کیا۔ ثابت کر دیا کہ میں اللہ سے ہوں۔ حق کو

باطل سے جدا کیا۔ اس کے مطالب واضح و عام فہم ہیں۔

[۱] صاف واضح اس لئے ہے کہ تم اس کے مطالب پر غور کرو۔ اور دیکھو کہ جب اللہ تعالیٰ کسیکو اعلیٰ درجہ پر پہنچانا چاہتا ہے تو کس طرح مخفی

در مخفی تدابیر سے ایک خاص تسلسل واقعات کے ساتھ کامیاب کرتا ہے اور کیونکر درمیانی روکیں ہٹاتا ہے۔ پس اسی طرح انبیاء کی

نبوت کے ابتدائی ایام سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے کہ یہ کامیاب نہوگا؛

[۲] مفسرین پر خدا رحم کرے کہ قرآن مجید کو بھی قصوں کی کتاب سمجھ لیا قصص کا معنی قصے کر دیا۔ حالانکہ یہ بفتح ق ہے بمعنی بیان ہے

جیسے احسن الحدیث فرمایا۔ اس صورت میں هٰذا القرآن

احسن القصص۔ سے مراد یا تو قرآن مجید ہے۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ تیری طرف بھیجا اور ظاہر کیا ہے

نقص کا مفعول بہ ہے۔ یعنی ہم نے یہ عمدہ بیان یعنی یہ قرآن اپنی وحی سے وحی کیا ہے۔ چونکہ اس میں عبرتیں اور حکمتیں اس قدر ہیں۔ اور

جس طرح قرآن وحی کیا ہے اسی طرح یہ عمدہ بیان جو اس سورت میں ہے

بنی اوراس کے اعداکا انجام ایسے طور سے مکتوب ہے کہ انسانی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے اس میں ہر قسم کی ہدایت ہے اور اِس لحاظ سے یہ بیان احسن ہے۔ کن بیانوں سے؟ ہم کہہ سکتے ہیں ان سے جو بیان نہیں ہوئے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے نحن نقص علیک اور یوں بھی اللہ تعالیٰ کا ہر بیان احسن ہے۔
بیخبروں سے۔ یعنی اس بیان میں جو ۔ خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں، گفتہ آید در حدیث دیگراں۔ کے موافق نبی کریم صلعم کے آئندہ حالات کی پیشینگوئیاں ہیں۔ ان کی آپ کو اس سے پہلے خبر نہ تھی۔ اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ جتنے نبیوں کا ذکر قرآن میں آیا ہے وہ دراصل پیشینگوئیاں ہیں کہ نبی کریم صلعم کی زندگی میں بھی یہ واقعات پیش آنیوالے ہیں اس سورہ یوسف کو بھی یہی خیال مدِّنظر رکھتے ہوئے پڑھنا چاہیئے۔

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ

(دا ایک وقت تھا جب) کہا یوسف نے اپنے باپ کو ابا جی تحقیق میں نے دیکھا گیارہ ستارے اور سورج اور چاند

رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا

دیکھا میں نے انہیں اپنی خاطر سجدہ کرنیوالا (اللہ کو) کہا اے میرے بچے نہ ظاہر کرنا اپنا خواب اپنے بھائیوں پہ (نہیں) تو کرینگے کئی

لَكَ كَیْدًا ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝

حیلے تیرے لئے بری تدبیر تحقیق شیطان انسان کا دشمن ہے (قطع کرنیوالا۔

جو لوگ خوابوں کو محض خیال سمجھتے ہیں وہ اسے غور سے پڑھیں کیونکہ یہ خواب پیچ در پیچ اور بظاہر مایوس کن واقعات کے بعد سچا نکلتا ہے۔ پھر یہ خواب گواہ ہے یوسف علیہ السلام کی فطرتی ذہانت و فطانت پر کہ ایسا صریح رویا دیکھا۔ علم خواب کی کتابوں میں ستاروں سے مراد بھائی لکھا ہے۔ اور شمس خلیفہ سلطان والدہ اب اور قمر والدہ والد وزیر کہ یہ سب تیری طرف جھکینگے اپنے اپنے درجے و حالت کے موافق تیرے مطیع یا بات ماننے والے ہونگے شمس و قمر انہیں گیارہ ستاروں میں بھی شامل ہوسکتے ہیں ان کا ذکر بہ لحاظ عظمت و روشنی کے علیحدہ کر دیا۔ یعقوب علیہ السلام نے خواب نہ ظاہر کرنے کی نسبت جو فرمایا اس سے یہ مسئلہ حل ہوا کہ خواب نا اہل کو نہیں بتانا چاہیئے سوم جس امر کے اظہار سے خوف فتنہ ہو اور عامۃ الناس کی صلاح کے متعلق نہ ہو تو وہ ظاہر نہ کرنی چاہیئے۔ سوم یہ کہ خواب دیکھ کر پھر بھی ظاہری تدابیر کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔ یہ نہیں کیا کہ بیشک خواب تبلادیں وہ جنگ کرینگے تو کریں کیونکہ آخر یوسف علیہ السلام نے سب کا بزرگ بننا ہے بلکہ جہاں تک ممکن تھا فتنہ و فساد کی باتوں کو مٹایا۔ اور کسی کو دیدہ و دانستہ ابتلا میں نہیں ڈالا۔ شیطان کے معنی خدا کی رحمت سے دور ہلاک شدہ خبیث روح جو ہر انسان یعنی اُنس رکھنے والے کی دشمن ہے ایسی دشمن کہ اللہ سے ملائکہ سے انبیاء سے اپنے بھائیوں سے قطع تعلق کرادیتی ہے پس اس کے پھندے میں آنے سے بچو کہ اس کا تم پر کوئی زور نہیں چلتا۔ ما کان لی علیهم من سلطٰن۔ جب تک تم خود اپنے ہتھیار نہ ڈالدو لک کال متضمن معنی احتیال ہے یعنی حیلے کرتے ہوئے تیرے لئے ۱۲
ہمارے نبی کریم صلعم کو بھی ایک رویاء ہوا۔ مگر یوسف کے رویاء اور میرے سید و مولیٰ کے رویاء میں اتنا ہی فرق تھا جتنا دونوں کے مدارج و مراتب میں ہے یوسف نے سوتے دیکھا تو نبی کریم صلعم نے بیداری میں اسلام کی آئندہ زندگی کے حالات دیکھے جو پیشینگوئی کے رنگ میں بتادئے گئے۔ کہ یوں بیت المقدس تک تمام سرزمین تیرے قبضے میں آئیگی اور یوں سلطنت و جاہ و تمکنت نصیب ہوگی۔ اور یوں دشمنوں پر ذلت کی مار پڑیگی۔ جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائی تھے ویسے ہی آپ کی قوم کے بھی اتنے

ہی قبیلے تھے۔ اور پیشینگوئی ہے کہ یہ سب آخر کار مطیع ہونگے (۱) بنی عدی میں حضرت عمرؓ سفیران جنگ (۲) بنی مخزوم خالد بن ولید خیمے گھوڑے۔ (۳) بنو تیم ابو بکرؓ قیدیوں کا انتظام (۴) بنو اسد یزید بن ربیعہ کمیٹی جمعہ (۵) بنو امیہ ابوسفیان جھنڈے۔ (۶) بنو سلیم حرث خزانچی (۷) بنی جمہ صفوان لڑائی کا خرچ (۸) بنی نوفل حرث بن نوفل حاجیان بے زاد (۹) بنو عبداللہ عثمان مکہ کی کنجی۔ (۱۰) بنو ہاشم عباس پانی کا انتظام۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ گیارہ ستارے تیری اُمّت کے خلیفہ ہیں اور بارہواں خلیفہ بمنزلہ بدر چودھویں صدی میں ہوگا۔

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

اور اسی طرح برگزیدہ کریگا تجھے رب تیرا اور علم دیگا تجھے باتوں کی حقیقت کا اور پورا کریگا اپنی نعمت

عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ

تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر جیسا کہ پورا کیا اسے تیری دو نو دادا پردادا پر اس سے پہلے (یعنی) ابراہیم اور اسحٰق (پر)

اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ؏ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝

تحقیق رب تیرا علم والا حکمت والا ہے۔ البتہ ضرور ہیں یوسف اور اُسکے بھائیوں (کے قصہ) میں نشانیاں واسطے سوال کرنیوالوں کے

ع

اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ

جب بھائیوں نے آپس میں کہا البتہ یوسف اور اُسکا بھائی زیادہ پیارے ہیں ہمارے ابا کو ہم سے باوجودیکہ ہم ہیں جماعت قوی تحقیق

اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ

ہمارے ابا البتہ ہیں غلطی میں صریح قتل کر دو یوسف کو یا چھوڑ آؤ اسے کسی غیر معلوم زمین میں کہ خالی ہو جاوے تمہارے لئے توجہ

اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝

تمہارے ابا کی اور ہو جانا (ہوجاؤ) اسکے بعد قوم صلاحیت والی

كَذٰلِكَ یعنی جیسے اللہ تعالیٰ نے تجھے دوسرے لڑکوں میں امتیاز دیکر ایسا غیر معمولی عظیم الشان خواب دکھایا۔ ایسا ہی تجھے دوسرے لوگوں میں سے چنکر اپنا خاص برگزیدہ بنائیگا۔ یا یہ کہ جیسا خواب میں دیکھا اسی طرح ہوگا کہ تجھے اپنا برگزیدہ کریگا۔

تَاْوِيْل۔ کے معنی حقیقۃ الشی اور اصل مراد کے ہیں یا تاویل الاحادیث سے مراد کتب الٰہیہ کے اسرار و معارف کی تفہیم ہے ہمارے مُلّاں تو کہتے ہیں اصل مطلب سے پھیرنے کو۔ ان لوگوں نے کئی اصطلاحیں ایسی گھڑی ہوئی ہیں۔ مثلاً کلمہ کہتے ہیں قول مفرد کو حالانکہ اللہ تعالیٰ ایک پورا فقرہ فرما کر کہتا ہے كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا۔ فقہ کہتے ہیں دین کی سمجھ کو صرف استنجا وغیرہ کے مسائل جاننے کو

نعمت تمام کریگا استعداد فطری کے مطابق۔ دیکھو نبی کریم کو بھی اللہ نے برگزیدہ کیا اور فہم کتب الٰہیہ دیا۔ اور اتممت علیکم نعمتی آپ کے حق میں نازل ہُوا۔ اتمام نعمت سے مراد نبوت بھی ہے۔ یعقوب کی آل پر کیسی نعمت ہُوئی

کہ بنی اسرائیل میں کئی نبی ہوئے

علیم - یعنی مصالح خلافت کو خوب جانتا ہے پس اسی کے موافق ایک بندے کو برگزیدہ کرتا ہے۔

حکیم - اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ نیز وہ ابتلا میں ڈالتا ہے۔ اس میں اس کی کئی حکمتیں ہوتی ہیں۔ پس گھبرانا نہ چاہیئے۔

ے - آیات نشانیوں کو کہتے ہیں جیسے رستوں میں منزل مقصود تک نشان لگے ہوتے ہیں جن سے ناواقفوں کو رستے کا پتہ اور رہبروں کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ ہم سیدھے رستہ پر جا رہے ہیں۔ انسان دنیا میں بطور مسافر کے ہے اور مذہب اُس رستے کا نام ہے جس پر چل کر ہم بہ سہولت منزل مقصود تک پہنچیں ثم الی مرجعکم ان الینا ایابھم - وللدار الاخرۃ ھی دار القرار تک پہنچ جائیں۔ اس مذہب (صراط مستقیم) کی آیات پیشینگوئیاں اور ایسی باتیں ہیں جو مامور من اللہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوں یوسف اور اس کے بھائیوں کے بیان میں کئی نشان ہیں جو ساتھ ساتھ لکھے جائینگے۔ خلاصہ سُن لیجئے کہ وہاں بھائیوں نے اپنے ایک بھائی سے جسے خدا نے برگزیدہ کرنا چاہا۔ حسد کیا اسے دکھ دیا مارنے کے منصوبے کئے وطن سے نکال دیا آخر وہی بھائی اس کے محتاج ہوئے اور ندامت سے مطیع فرمان ان کی ساری کوششیں اکارت گئیں جسے خدا تعالیٰ نے عروج دینا تھا دے ہی دیا۔ ایسا ہی اگر قریش حسد کرینگے قتل کے منصوبے باندھینگے وطن سے نکال دینگے تو آخر ایک وقت آتا ہے کہ وہی جسے نکالینگے ان کا بادشاہ ہوگا اور قریش اپنے گناہوں کی معافی مانگینگے۔

ے یعنی کاروبار تو ہم لوگ کرتے ہیں۔ پس یوسف اور اس کے بھائی کو ہم پر ترجیح دینا انصاف سے بالکل بعید ہے جیسے یوسف علیہ السلام اپنے باپ کی محبت کی وجہ سے محسود برادران ہوئے۔ ایسا ہی حضرت محمد صلعم اپنے اللہ کے محبوب ہونے کے سبب سے محسود ہوئے اور جیسے انھوں نے نحن عصبۃ کہا۔ اُدھر قریش کے لولا نزل القرآن علی رجل من القریتین عظیم کہکر اپنا استحقاق بتلایا۔

جیسا یوسف کے بھائیوں نے قتل یا جلا وطن کر دینے کی تدبیر کی۔ ایسا ہی قریش نے حضرت نبی اکرم صلعم کے لئے کی چنانچہ لکھا ہے اذ یمکر بک

قوما صلحین - ایک مراد تو یہ ہے کہ پھر عذر معذرت کر کے باپ کو راضی کرینگے اور خود بھی نیک بن جائینگے اللہ سے بھی مغفرت مانگ لینگے۔ دوسرا یہ کہ ہمارے دین و دنیا کے سب کام ٹھیک ہو جائینگے۔ کیونکہ دشمن نہ رہا تو بس پھر حسب منشا کارروائی ہوتی رہیگی۔ نبوت مل جائیگی کیونکہ اس کے حصول کا ذریعہ باپ سے برکت لینا اور اس کی خاص توجہ تھی اور اس اعتبار سے یوسف کے بھائیوں نے نیک نیتی سے سب کچھ کیا

قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ

بولا اُٹھا ایک کہنے (بولنے) والا ان کا نہ قتل کرو یوسف کو اور چھوڑ دو اسے کنوئیں کے گہراؤ (طاقچہ) میں اُٹھا لیجائیگا اسے کوئی

السَّيَّارَةِ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ۝ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ

راہ چلتا اگر ہو تم کچھ کرگے رہنے والے۔ کہا انھوں نے اے ابا ہمارے کیا ہوا تجھے تو نہیں امین سمجھتا ہمیں یوسف پر

وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ۝ أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝

اور تحقیق ہم اس کے لئے ہیں البتہ بھلے خیرخواہ - بھیج دیجئے اسے ہمارے ساتھ کل صبح سیر کرے کھائے پئے اور کھیلے کودے اور تحقیق ہم اس کے لئے البتہ حفاظت کرنے والے ہیں

نکتہ - یوسف کے قتل کا منصوبہ کیا گر بھائی کو چھوڑ دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ نیکوں سے یہ لوگ بغض رکھتے ہیں۔ ایسا ہی نبی کریم صلعم نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور مسیلمہ نے بھی نبی کریم سے عداوت کی کفار مسیلمہ کے ساتھ مقابل ہوگئے

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ

فرمایا تحقیق مجھے البتہ غمگین کرتا ہے یہ کہ تم لیجاؤ اسے اور میں ڈرتا ہوں کہ کھاجاے اسے بھیڑیا بحالیکہ تم اس سے

غٰفِلُوْنَ ○ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ○ فَلَمَّا

غافل (ہوجاؤ) وہ بولے اگر کھاگیا اسے بھیڑیا بحالیکہ ہم ایک قوی جماعت ہیں تو بیشک تحقیق بھرے (ہوئے زیانکار)۔ پس جب

ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ

لے گئے یوسف کو اور باالتفاق ٹھان لیا کر ڈالینگے اسے کنوئیں کے گہراؤ میں (تو ایسا ہی کیا اور ساتھ ہی) وحی بھیجی ہم نے یوسف کیطرف۔ دیکھو تو البتہ تو ضرور خبر

بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○

ان کے اس کرتوت (پر کو) اور وہ نہ شعور رکھتے ہونگے (یا پہچانتے ہونگے)

غیٰبت ۔ کنوئیں میں پانی کے قریب ایک طاقچہ ہوتا ہے۔ جو کچھ اس میں ہو نظروں سے غائب ہوجاتا ہے۔ بس اس میں رکھدیا۔ کسی اندھے کنوئیں میں بے احتیاطی سے پھینک آنا۔ دوسرے لفظوں میں قتل کرنا ہے۔ اور قتل کرنے سے تو وہ منع کر رہا ہے پس یہ نہیں ہوسکتا۔

نبی کریم صلعم کے خلاف جو کمیٹی ہوئی اس میں بھی ایسی ہی تجویزیں ہوئیں اور ایک نے کہا قتل نہ کرو مکہ سے نکال دو۔

مالک ۔ استفہام ہے یعنی چاہیے تھا کہ اس کے خلاف ہوتا۔

لحافظون ۔ ذرا خیال رہے کہ یوسف کے بھائی اللہ کا نام نہیں لیتے اپنی قوت پر بھروسہ کرتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم ہر مصیبت و بلا سے اسے محفوظ رکھینگے۔

لیحزننی ۔ حال ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ حزن ایک آنی تھا کوئی دائمی نہ تھا۔ بھیڑیئے کے کھاجانے کا لفظ ایک نبی کی زبان سے نکلا یہ اتفاقی بات نہیں بلکہ جو کچھ انھوں نے بہانہ بنانا تھا وہ انھیں ملزم کرنے اور شرم دلانے کے لئے پہلے ہی زبان وحی ترجمان سے ظاہر ہوا اغلب ہے کہ آپ نے خواب یا کشف میں یہ دیکھا ہو۔ اور انھیں کہنا کہ تم غافل ہوجاؤ حسن ظن کی تعلیم دیتا ہے

خاسرون ۔ نکمے اس لئے کہ اتنوں کے ہوتے ہوئے بھیڑیا کھاگیا۔ زیانکار اس لئے کہ قوت پر الزام لگا اور بھائی بھی مرا۔ یہ "تم غافل ہوجاؤ" کا جواب ہے۔

باوجود یوسف کے خواب کو سچا جاننے کے بھیڑیئے کے کھاجانے کا خوف ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ انبیا باوجود وحی کے ظاہری اسباب کو ترک نہیں کرتے کیونکہ ممکن ہے یہ خواب کوئی اور تعبیر رکھتا ہو۔ پھر اللہ کی ذات غنی ہے اس سے ڈرتے ہیں"

فلما کی جزا انہیں بتائی۔ یہ بتلانے کے لئے کہ اس کے آگے کا حال ناگفتہ بہ ہے یا ظاہر ہے حاجت بیان نہیں۔ یوسف کیطرف وحی کیونکر ہوئی۔ ہم کہہ سکتے ہیں قلبی آواز آگئی۔ یا خواب طاری ہوگیا۔ اس میں کسی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک وقت آتا ہے کہ تم اس حالت کو پہنچوگے کہ ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں۔ وہ جانتے پہچانتے بھی نہونگے کہ تم انھیں یہ بدسلوکی جتاؤگے دوم یہ کہ یہ وحی کی بجالیکہ وہ اس وحی کا شعور نہ رکھتے تھے کہ ہم نے تو یوسف کے ساتھ یہ کیا ہے اور اللہ نے اس لڑکے کو کیا فرمایا ہے۔ اور کیا وعدہ دیا ہے۔ اس اخفاء کا یہ فائدہ بھی تھا کہ وہ اس پر اطلاع پاکر

قتل کر ڈالینگے۔ لڑکوں کے لئے نیکی و تقویٰ کی اس میں تعلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسوں کی خود حفاظت کرتا اور انھیں اعلےٰ درجے پر پہنچاتا ہے ؁

پھر دیکھو کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کو کھینچتا ہے۔ برادران یوسف کے دل میں بات آئی بڑھتے بڑھتے زبانوں تک پہنچی پھر فعل میں آئی ؁

قطع رحمی کی ایک۔ اپنے ابا کی نافرمانی کی دو۔ افترا کیا جھوٹ بولا تین۔ فریب کیا چار عہد کو توڑا پانچ۔ امانت کو ضائع کیا چھ۔ رحم درافت کو چھوڑا سات۔ ایک مومن کو دکھ دیا۔ آٹھ۔ ؁

اور ثابت نہیں کہ یہ بھائی نبی ہے۔ اسباط سے مراد یعقوب کی اولاد کی شاخیں ہیں جن میں کئی انبیاء تھے۔

ہمارے نبی کریم صلعم کو بھی ان کے بھائیوں نے نکالا۔ آپ کو بھی یوسف کی مانند غار میں رہنا پڑا اور اللہ تعالےٰ نے اپنی نصرت سے ممتاز کیا۔ اور اپنی سکینہ اتاری۔ اور ایسے جنود سے مدد دی جسے اغیار نہ دیکھتے تھے اور وحی بھی ہوئی تھی کہ اِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (کہ تجھے اللہ یہاں پھر واپس لائیگا۔) اور اس بات کا قریش کو کچھ پتہ نہ تھا۔ کہ یوں ہوگا۔ جب فتح کے لئے آئے تو کفار قریش کو کچھ پتہ نہ تھا

وَجَآءُوْا اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْکُوْنَ ۝ قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَکْنَا

اور آئے اپنے باپ پاس اندھیری پڑے روتے ہوئے کہنے لگے ای ابا ہمارے تحقیق ہم چلے گئے (یا جا کر لگے باہم دوڑنے) اور چھوڑا ہم نے

یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَکَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ کُنَّا

یوسف کو اپنے اسباب پاس تو کھا گیا اسے بھیڑیا اور نہیں آپ تصدیق کرنیوالے ہماری اور اگرچہ ہوں ہم

صٰدِقِیْنَ ۝ وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ کَذِبٍ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ

سچ کہنے والے۔ اور لگا لائے اسکی قمیص پر خون جھوٹ موٹ کا (باپ نے) کہا (یوں) نہیں (ہوا) بلکہ گھڑلی ہے تمھارے تمھارے جیوں نے

اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ۝ وَجَآءَتْ سَیَّارَةٌ

ایک بات پس صبر (شکر بہتر ہے) اور اللہ مدد طلب کیا گیا (ہے) اسپر جو تم بیان کرتے ہو۔ اور آنکلا ایک قافلہ۔

فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰی دَلْوَهٗ قَالَ یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً

بھیجا انھوں نے اپنا سقہ تو لٹکایا اسنے اپنا ڈول (یوسف کو دیکھ کر) بولا ای خوشخبری یہ تو نوجوان ہے (نکالا) اور چھپا رکھا کاروانیوں نے اسی پونجی کرکے

وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ۝

اور اللہ (تو تھا) جاننے والا اسکا جو وہ کر رہے تھے

نستبق۔ کے معنے لستابق بھی ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کو دوڑنا۔ ہماری طرف ایک کھیل کبڈی ہے جو اس سے ملتی ہے۔ مگر بعض کی عمریں شاید اس کی متقاضی نہوں۔ یہ بھی ضرور نہیں سب کھیلیں بعض دیکھتے رہے ہوں۔ یا شکار کی طرف دوڑنا اور تیراندازی میں باہم سبقت ؁

ذَهَبْنَا سے یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ ہم دوڑتے دوڑتے دور نکل گئے ؛

مَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا اور **لَوْ كُنَّا** ۔ خود ان کی من گھڑت بات پر روشنی ڈال رہا ہے ؛

وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۔ یعنی اگرچہ تیرے اعتقاد کے مطابق بھی ہم سچے ہوں تاہم بوجہ شدّت محبّت یوسف تُم اس واقعہ کی تصدیق نہ کرو۔ چہ جائیکہ پہلے ہی سے بدظن ہو؛

كَذِبٍ ۔ مصدر ہے بمعنی وصف مبالغہ کے لئے۔ یعنی صاف جھوٹ جس کی اصلیت بلا تامّل بھی ظاہر ہو جائے۔ یہ کیونکر ممکن تھا کہ قمیص ثابت رہگئی اور بھیڑئیے نے کہہ لیا ہو کہ پہلے قمیص اُتار لو اور پھر میں تمھیں کھاؤنگا۔ دوم یہ کیسے ہوسکتا کہ بھیڑیا سر سے پاؤں تک سب یکدم کھا گیا وہ کوئی اور نشان لاتے اگر بھیڑیا اُٹھا لیگیا ہوتا تو بھی قمیص اُتار کر چھوڑ نہ جاتا۔ غرض یہ ایسا جھوٹ تھا جو بالکل نُمایاں تھا؛

عَلٰی ۔ بمعنی فوق اور ظرف ہو تو یہ ترجمہ والے معنی ہیں۔ اور **عَلٰى قَمِيْصِهٖ** حال دمِ کذب کا تو معنی ہُوے اور لائے جھوٹ موٹ کا خون۔ درانحالیکہ وہ خون اس کی قمیص پر لگا تھا؛

سَوَّلَتْ کے معنی بہتر معلوم کیا اور آسان کر دیا۔ بوجہ حسد شدید برادران۔ وخواب یوسف و عدم خرق قمیص۔ اس بیانکو بناوٹی معلوم کیا

صَبْرٌ جَمِيْلٌ ۔ اگر مبتدا ہو تو اس کے معنی ہونگے کہ وہ صبر جسمیں تسلیم و رضا کے خلاف کوئی بات نہو اور اگر خبر ہو تو یہ معنی کہ امرِی صبرٌ جمیلٌ یعنی میرا کام صبر جمیل ہوگا؛

مُسْتَعَانُ ۔ یعنی تمھارا پردہ فاش کرنے اور یوسف کو پھر ملانے کے لئے اللّٰہ ہی سے مدد مطلوب ہے؛

وَارِدٌ کہتے ہیں اُسے جو قافلہ کے لئے پہلے جاکر گھاس پانی مہیا کرے؛

بُشْرٰی ۔ کے مرادف ہماری زبان میں آیا ہے۔؛

اَسَرُّوْهُ ۔ سے یہ مراد نہیں کہ اسے کسی صندوق میں بند کر دیا بلکہ یہ کہ آنے جانے والوں کی نظر سے اوجھل رکھا۔ یا یہ کہ اسے مال تجارت بنانا۔ پوشیدہ رکھا۔ آپس میں تجویز کر چھوڑی کہ اسے فروخت کرینگے یوسف کو نہ بتایا کہ ہم ایسا کرینگے۔ یہ مراد بھی ہوسکتی ہے کہ کنوئیں سے نکالنے والوں نے اپنے ساتھیوں سے یہ معاملہ پوشیدہ رکھا۔ یوسف علیہ السلام نہ بولے یہ بات رضا بہ قضاء الٰہی پر دلالت کرتی ہے۔ آپ وحی الٰہی سے سمجھ چکے تھے کہ ایک وقت آتا ہے کہ میں مرتبہ کو پہنچونگا۔ پس انھیں یقین تھا کہ جو کچھ ہوگا میری بہتری کے لئے ہوگا۔ اس لئے اس کے خلاف کچھ شور کرنا گناہ سمجھا۔

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۔ یعنی جو کارروائیاں یوسف کے متعلق یوسف کے بھائیوں نے کیں اور ان کارروائیوں کے درچھپا رکھنے کے لئے (اور ایسی الکیں) ان سب کا اللّٰہ کو علم تھا اور ہے؛

کفار قریش کو بھی تنبیہ ہے کہ جو کارروائیاں یہ کرینگے اور کر رہے ہیں اللّٰہ جانتا ہے ان کا داؤ نہ چلنے دیگا جیسے برادران یوسف کا نہ چلنے دیا؛

قرآن مجید سے میرے نزدیک یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو بیجانہ اتنے تکلف کی ضرورت ہے کہ بھائی پھر دوسرے روز آئے اور پھر خرید و فروخت ہوئی ہو اور کنوئیں سے جو ½ ۱ میل دُور تھا کسی کو کچھ خبر نہوئی ہو۔ رات کو قافلہ آیا صبح چلا گیا؛

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ ع ۲

(اور قافلہ والوں نے) بیچا اسے ناقص مول گنتی کے چند درہموں پر اور تھے اس کے بارے میں کم رغبتوں سے۔

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ

اور کہا جس نے خریدا اسے داہل مصر سے اپنی بی بی کو باعزت رکھ اس کی بود و باش بعید نہیں کہ ہم کو فائدہ پہنچاوے

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ

بلکہ ہم بنالیں اسے بیٹا اور اسی طرح بنا دیا ہم نے یوسف کو اس ملک میں اور تا ہم سکھائیں اسے کل بجھائی باتوں کی

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓي اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ

اور اللہ غالب ہے اپنے حکم پر ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے - اور جب پہنچا اپنی طاقتوں کو دیا ہم نے اسے

حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا

حکم اور علم اور اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں نیکو کاروں کو اور پھسلانا چاہا اس کو اس عورت نے کہ وہ یوسف جس کے گھر میں تھا

عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ

اپنا آپ تھامنے سے اور بند کر دئے دروازے اور کہا لو آؤ کہتی ہوں تجھے یوسف بولا اللہ کی پناہ تحقیق وہ

رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

میرا رب ہے، اس نے اچھا بنایا میرا ٹھکانا بیشک بات یہ ہے کہ نہیں مراد مند ہوتے حق پر خلل ڈالنے والے

شروع کے ساتھ قال الذی اشتراہ من مصر جس نے اسے مصر میں خریدا اور بھی اس پر روشنی ڈالتا ہے - کہ پیچھے والے وہ تھے جن کا پیچھے ذکر ہے یعنی کاروانی نہ کہ بھائی اور خریدنے والا مصر کا تھا۔

زاھدین اس لئے فرمایا کہ جب یوسف کی زبانی ان کو معلوم ہو گیا کہ پیغمبر زادہ ہے تو انہیں خوف تھا کہ کبھی ہمیں کوئی پکڑتا ہے - آخر یہ راز کھلیگا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم پکڑے جائیں اس لئے جسطرح ہو سکا اسے جلدی جلدی اپنے گلے سے اتارا۔ اسی لحاظ سے وہ کم رغبت تھے نیز اس لئے کہ مفت میں پایا۔ مفت کا جو کچھ ملا اسے غنیمت سمجھا۔

معدودۃ اس لئے فرمایا کہ وہ اوقیہ سے کم کو گنتی کیا کرتے اور اس سے زیادہ کو وزن۔

یوسف علیہ السلام پہلا اسرائیلی ہے جو بنی اسماعیلیوں کی غلامی میں پڑا۔

لامراتہ - مفسرین نے ناحق اس بی بی کے نام کی توجیہیں کی ہیں۔ معلوم نہیں کہ اس میں اصل مقصود بیان کی نسبت کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے - جب اللہ نے ایک نام کو ظاہر کرنا اپنی حکمت کے منافی سمجھا تو ہمیں اس کی ٹوہ لگانے کی کیا ضرورت پڑی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہایت ضروری حکمت اس اخفاء میں ہے - ورنہ امرأۃ العزیز کی بجائے راعیل یا زلیخا میں بہت ایجاز تھا۔

مثواہ - ثوی کہتے ہیں منزل و مقام کو۔ کہتے ہیں تین انتخاب نہایت ہی عاقبت اندیشی سے ہوئے شعیبؑ کی لڑکیوں نے حضرت موسیٰ کی سفارش کی۔ عزیز نے یوسف کو رکھ لیا حضرت ابوبکرؓ نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا۔ یا یہ کہ نبی کریم نے اپنا ساتھی ہجرت کے وقت ابوبکرؓ کو بنایا۔

کذٰلک - یعنی جیسے بھائیوں کے منصوبے سے بچایا - پھر کنوئیں سے نکلوایا - پھر جنگل سے شہر میں بھجوایا - پھر عزیز کے دل میں اس کی محبت ڈالی - ایسے ہی ہم نے مصر میں جگہ دی - تا بالآخر دربار شاہی میں تربیت پاتے ہُوئے ہر طرح کے معاملات کا علم ہو - اور تاویل الاحادیث کا علم حاصل ہو - اور کتب الٰہیہ کے اسرار آپ بیتی سے ان پر کھُلیں

غالب علی امرہ کے تین معنی ہیں - ایک تو یہ کہ اللہ اپنے ارادہ کے نافذ کرنے پر قادر ہے کوئی اسے روک نہیں سکتا - دوم یہ کہ اللہ اپنے قضاء و حتم کے تبدیل اور ٹلنے پر بھی غالب ہے - سوم یہ کہ اللہ یوسف کے امر پر غالب تھا - یعنی جواس کے لئے ارادہ فرمایا اسکو برخلاف خواہش برادران دینے کے لئے قادر ہے -

لَا یَعلَمُون - اکثر لوگ مصائب کے وقت گھبرا اُٹھتے ہیں - غالب علیٰ امرہ سے بیخبر پس چاہئے کہ جب قضا نازل ہو تو سکون و طمانینت کو ہاتھ سے نہ دے - اضطرار سے کمال تقوے کے ساتھ جب وقت صافی میسر آئے دعا کرے - جلدی نہ کرے کیونکہ وہ غالب ہے -

اشدّہٗ - جمع شدہ کی ہے - جیسے نعمۃ کی جمع انعم - کہتے ہیں ۳۰ - ۳۳ سال کے ہُوئے اُسوقت سب قوی اپنے کمال کو پُہنچے ؞

حکم کہتے ہیں عقل سے مُشکل باتیں حل کرنے اور قوت فیصلہ کو اور علم دینیات کا بلکہ ہر قسم ضروری کا حکم سے مراد حکمت عملیہ اور علم سے حکمت نظریہ - یوسف نے پہلے عملی محنت اُٹھائی - پھر علم کی دولت پائی - حکم سے مراد نبوت بھی ہے اور سوم یہ کہ اس کا نفس مطمئنہ نفس امارہ پر حاکم ہو گیا ؞

کذٰلک نجزی یہ ظاہر کیا کہ یوسف کی تخصیص نہیں بلکہ ہر محسن کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں - احسان کہتے ہیں اللہ کی عبادت اسطرح کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اس میں پیشگوئی ہے کہ قیامت تک محسن حکم و علم یعنی نبوت و دین کی سمجھ پاتے رہینگے ؞

ھیت لک کے معنے - کہ آپ تم آجاؤ اور یہ ساری طیاری خاص تیرے لئے ہے - بھی ہو سکتے ہیں ؞

انہ ربّی یقیناً اللہ کو کہا ہے کہ محسنین مسبب الاسباب حقیقی کو ہر دم یاد رکھتے ہیں اور درمیانی وسیلوں پر ایسا بھروسہ نہیں رکھتے - یعنی وہ اللہ جس کی پناہ پکڑتا ہے - معاذ اللہ کہہ کر وہ میرا رب ہے

ھو فی بیتھا - اس اطناب میں یہ بلاغت ہے کہ اشارہ ہو یوسف کی عفت و استقلال و ہمت و خود ضبطی پر . . . . کہ جس کے اتنے احسان ہوں جسکے قبضے و حکم میں ہو - جس کی حکم عدولی آئندہ زندگی کے تلخ کرنے کا موجب ہو اس کی بھی نہ مانی ؞

ہمارے مفسرین پر ہمارے مُلاّں لوگوں پر خدا رحمت کرے - یہودیوں کے قصوں کے پھیر میں ایسے آئے کہ یوسف علیہ السلام کا قیاس عامۃ الناس پر کیا اور نہ سمجھے کہ ہم ایک نبی پر کیا الزام لگا رہے ہیں - ان بزرگوں نے جو قصے سنے ہُوئے تھے ان کے ایسے زیر اثر تھے کہ قرآن کی آیات کی بھی پرواہ نہ کر سکے - اور توڑ موڑ کر کچھ زاید عبارتیں نکال کر یہ کہہ دیا کہ یوسف علیہ السلام نے بھی قصد کیا اور دل میں آیا اور چاہا کہ زنا کروں (عیاذاً باللہ) بی بی سمجھی کا ستیاناس حتیٰ قعد بین شعبہا الاربع بھی لکھدیا اور نہ رُکے - جب تک باپ کی صورت نظر نہ آئی یا آواز غیب نہ سُن لی - ٹھیک ہے اللہ کا پاک کلام بھی ایسے ہی موقعوں پر نازل ہوا کرتا ہے -

---

وَلَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوۡلَاۤ اَنۡ رَّاٰ بُرۡهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوۡٓءَ

اور البتہ ضرور ندور لگایا عورت نے یوسف پر اور یوسف نے زور لگایا (عورت کے خلاف) اگر وہ نہ دیکھتا دلیل اپنے رب والی ایسے ہی کیا ہم نے) تاہم دور رکھیں اس سے دُکھ بدی

وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ

اور بےحیائی کا کام تحقیق وہ ہمارے خالص کئے گئے بندوں میں سے تھا - اور دونوں مقابلتہً دوڑے دروازے کیطرف اور عورت نے پھاڑا قمیص یوسف کا

مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ

پیچھے سے اور دونوں نے پایا عورت کے خاوند کو دروازے کے قریب عورت بولی نہیں سزا اسکی جو ارادہ کرے تیرے اہل سے

سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

بُرے کا سوا اس کے کہ کچھ قید کیا جائے یا اور عذاب دکھ دینے والا

حضرات سُننے ایک معنی تو ظاہر ہی ہیں کہ یوسف علیہ السلام بھی قصد کرتے اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھ لیتے - کیونکہ انبیاء کی عصمت محض فضل الٰہی سے ہوتی ہے - اپنے زور بازو سے کوئی عصمت کا دعوٰی نہیں کرسکتا - ان معنوں پر اعتراض ہے کہ لَوْلَا کا جواب مقدم نہیں ہوا کرتا اول تو بعض نحوی کہتے ہیں کہ مقدم ہوتا ہے - دوم ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ جو لولا سے مقدم ہو - اسی مضمون کا جملہ محذوف ہوتا ہے اور لولا کا جواب محذوف ہونا تو سب نحوی مانتے ہیں - اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ لَوْلَا اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا - قریب تھی کہ ظاہر کردے - اگر ہم اس کے دل پر ڈھارس نہ بندھاتے تو ظاہر کر دیتی - یہ خط کشیدہ جملہ محذوف ہے - یعنی لولا الربط وجود جملہ اسمیہ - لتبدی بہ (جملہ فعلیہ) اس کا جواب ہوا - جو معنی ہم نے ترجمہ میں اختیار کئے ہیں وہ تو بہت ہی صاف ہیں - کہ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا - كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ (جیسی کرنی ویسی بھرنی) اور جَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کی شکل بطور مشاکلہ ہے - اب جیسے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے یہ معنی نہیں کہ اگر تمہاری کوئی چوری کرے تو تم بھی اس کی چوری کرلو - بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کی سزا جائز طریقے سے دے لو - ایسے ہی همت به کے معنی ہیں کہ عورت نے قصد کیا - کوشش کی کہ اپنی خواہش کو حاصل کرے اور یوسف نے قصد کیا کوشش کی اپنی خواہش کے حصول کی جو یقیناً اس کے خلاف تھی - کیونکہ اللہ تعالٰی خود فرماتا ہے کہ انه من عبادنا المخلصين - جب وہ اللہ کے ہاتھوں سے پاک کیا گیا تھا تو اس کی کوشش اس کا قصد اور عزم ضرور اس کے خلاف چاہئے تھا - پھر اللہ تعالٰی نے فرما دیا کہ اگر اسے انه ربی احسن مثوای والی دلیل نہ سوجھی ہوتی اور اپنے رب کی ہستی پر اسے پورا یقین نہ ہوتا تو کچھ اور ہوتا - کیونکہ اللہ کی ہستی پر ایمان گناہوں سے بچاتا ہے ؕ

كَذٰلِكَ سے یہ مراد بھی ہے کہ اسی طرح جنگ ہوتی رہی آل عاقبت کا ہے یعنی اس کا انجام یہ تھا کہ ہم یوسف سے ایسی بات روکے رکھیں جو اسکو دکھ دے - اور مقدمات زنا کے یہ سوء کے معنی ہیں) اور فحشا کہتے ہیں جس کی برائی جس کا گناہ ظاہر و اظہر ہو - اور زنا سے بڑھ کر فحشاء کیا ہو سکتا ہے - سوء سے مراد خیانت مالک لی گئی ہے ؕ

ہاں تو میں بات کو نامکمل چھوڑ گیا - مفسرین نے اللہ کی دس شہادتوں پر جو یوسف کے بالکل پاک رہنے کی قرآن میں آئی ہیں مطلق خیال نہ کیا - ان پر تدبر کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے دل میں واہمہ تک بھی نیک نیتی کے خلاف نہیں گذرا - چنانچہ اول تو خود هم بها کے اخیر میں انه من عبادنا المخلصين فرمانا - خالص کیا گیا وہی ہے، جس کی نیت ذرا بھی بدی کی طرف مائل نہ ہو - پھر اس لئے فرمایا کہ کوئی بدعنت هم بها سے کچھ اور نہ سمجھے پھر خود یوسف جسے صدیق فرمایا گیا کا هی راودتنی کہنا یعنی اس عورت نے پھسلانا چاہا ھی تقدیم ضمیر اسپر شاہد ہے - سوم شهد شاهد

من اھلھا۔ خود ایک گھر والے کی شہادت۔ قمیص کا پیچھے سے پھٹا ہوا نکلنا۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ نے اس کیطرف مُنھ تک نہیں کیا۔ چہارم عزیز کا ان کیدکن عظیم۔ تمہارے چلتر بڑے اور استغفری لذنبک انک کنت من الخاطئین کہنا یعنی تو ہی خطا کار ہے۔ معافی مانگ۔ پنجم مصر کی عورتوں کا بے اختیار ان ھذا الا ملک کریم یہ تو کوئی فرشتہ ہے۔ پکار اُٹھنا۔ ششم خود امرءت العزیز کا اقرار کہ ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم کہ میں نے ناجائز مطلب چاہا مگر وہ بالکل پاک رہا۔ ہفتم جیلخانہ میں قیدیوں کا انا نراک من المحسنین۔ تو نیکو کار نظر آتا ہے۔ کہنا۔ ہشتم ساقی کا صدیق کہنا۔ نہم ملک کے دربار میں عورتوں کی گواہی ما علمنا علیہ من السوء ہم نے اس میں کوئی بدی نہیں دیکھی۔ اور پھر امرءت العزیز کا اقرار۔ دہم تقدیم اسناد سے بول اُٹھنا اور یہ بھی مدنظر رہے کہ تحقیق کے لئے خود درخواست کی۔ اگر کچھ بھی کیا ہوتا تو یہ صراحت نہ کرتے۔ دہم دعا کا قبول ہو جانا انما یتقبل اللہ من المتقین۔ اور آخر کار اعلیٰ مراتب کو پہنچنا۔ اللہ کا آپ کو محسنین سے فرمانا۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ اگر حذف جار الیٰ مانیں تو یہی معنی ہیں کہ وہ اپنے مطلب کے لئے دوڑی اور یوسف اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے بھاگا۔

یا تضمین سمجھیں یعنی استبقا متبادرا الی الباب گویا یوسف تو بھاگا اس سے اور جلدی کی دروازے کیطرف تا کہ نکل جائے۔ اور عورت نے جلدی کی اس کے پیچھے تا کہ اسے نکلنے سے روکے۔ اور پہلے آیا تھا "دروازے بند کر دئے" یہ اس لئے کہ نکلنے کے لئے ایک ہی دروازہ کافی ہے۔ دوم یہ اخیر کے دروازے کا ذکر ہے جس سے گھر سے باہر ہوتے۔

ما جزاء میں ما موصولہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور بمعنی کیا بھی الا ان یسجن۔ خود ہی کہہ دیا کہ عزیز کچھ اور سزا نہ مقرر کرے۔ مثل قتل کہ وہ عورت کے لئے بہ لحاظ عشق سخت تکلیف دہ تھی۔ اور نام یوسف کا اس لئے نہیں لیا کہ اول تو ظاہر تھا کہ دو تو ایسی حالت میں دیکھے گئے دوم اس کی غرض صرف یوسف کو خوف دلانا تھا اور وہ اس سے حاصل تھی۔ بلکہ لحاظ کی جگہ میں تخویف کا یہی قاعدہ ہے۔ پھر لفظ سوء کا اختیار کیا ہے جس میں ایک معمولی بے ادبی کا اظہار ہوتا ہے الا السجن نہیں کہا بلکہ یسجن تا قلیل عرصہ کیطرف اشارہ ہو۔ اور بجائے من المسجونین کے فعل کیصورت میں ذکر کرنے کا بھی یہی فائدہ ہے۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ

یوسف بولا خود اسی بی بی نے پھسلانا چاہا مجھے اپنا آپ تھامنے سے اور ظاہر کیا ایک ظاہر کرنیوالے نے اس کے قبیلہ سے اگر ہے

قَمِيصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَاِنْ كَانَ

اس کا قمیص پھٹا آگے سے تو سچ بولی ہے عورت اور وہ یوسف جھوٹوں میں سے ہے اور اگر ہو

قَمِيصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ فَلَمَّا رَاٰ

اس کا کرتہ پھاڑا گیا پیچھے سے تو جھوٹ بولی عورت اور وہ یوسف سچوں سے ہے۔ پس جب اس عزیز نے دیکھا

قَمِيصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○

اس کا قمیص پھاڑا گیا پیچھے سے کہا تحقیق یہ معاملہ تمھارے چلتروں سے ہے تحقیق فریب تم عورتوں کا بڑا ہے۔

ع ۳

يُوسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ

اے یوسف درگذر کر اس واجرا سے اور معافی مانگ (اے بی بی) اپنے قصور کے لئے تحقیق تو ہی ہے خطاکاروں سے

قال ھی - معلوم ہوا کہ جب تہمت لگے تو جھٹ اپنی بریت کرنی چاہیئے - ایسے مقام پر خموشی اچھی نہیں ہوتی۔

شھد - کچھ ضرورت نہیں کہ ایک شیرخوار بچے کو بُلائیں جبکہ گواہی سے ظاہر ہے کہ یہ عقلی دلیل ہے جو ایک سمجھانے والے نے سمجھائی - بچے کا بریت میں بولنا ہی کافی تھا - یہ آگے پیچھے سے پھٹا ہوا کرتہ دیکھنا تو اس سے متعلق نہ تھا - بلکہ ذہن اسطرف جاتا ہے مخوائے کلام سے کہ ضرور وہ کوئی سالخوردہ بزرگ دانشمند تھا - اور اسے گواہی اس لیے فرمایا کہ گواہی سے بھی اصل مقصود کسی شے کا ثابت کرنا ہوتا ہے - جو اس سے بوجہ احسن حاصل ہو گیا - آگے کیطرف سے کپڑے کے پھٹنے میں عورت اس طرح سچی سمجھی جاتی کہ گویا مرد نے اس سے مطالبہ کیا اور عورت نے مدافعت کی اور ہاتھا پائی میں کرتہ پھٹ گیا - اگر وہ بچہ ہوتا تو پھر اس قسم کی شہادت کی ضرورت نہ تھی اس کا یہ کہدینا کافی تھا کہ عورت جھوٹی ہے - دوم من اھلھا کی قید کی ضرورت نہ تھی - یہ اس لیئے فرمایا کہ عورت کے رشتہ دار نے تو عورت کے لحاظ اس کی تائید کرنی تھی - مگر صداقت کی زبردست طاقت نے اسے اس کے برخلاف بلوایا۔

قال - بعض کہتے ہیں شاہد نے کہا اور اس لحاظ سے استغفری کے معنی - اپنے خاوند سے معافی مانگ چسپاں معلوم ہوتے ہیں۔

ان کیدکن عظیم - یعنی تم عورتوں کے چرتر بڑے غضب کے ہوتے ہیں - جب ہم پڑھتے ہیں اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا (شیطان کا مکر کمزور ہے) تو ان کا قول سچ معلوم ہوتا ہے - جو کہتے ہیں ہم بعض عورتوں سے شیطان سے بھی زیادہ ڈرتے ہیں - اور واستغفری سے ایک یہ مراد ہو سکتی ہے کہ یوسف سے معافی مانگ دوم یہ کہ اللہ سے کیونکہ مشرک اللہ کو بھی مانتے تو ہیں سوم یہ بھی کہ اپنی کمزوریوں کی حفاظت کر - اور یقیناً یہ بھی ایک کمزوری تھی کہ اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکی - اور اس میں عزیز مصر کا کمال حلم پایا جاتا ہے - یا قلیل الغیرت ہونا - اور یہ مشرک قوموں سے بعید نہیں۔

اعرض عن ھذا - یعنی اس مذکور کو جانے دے - میں یہ اشارہ بھی ہے کہ اب اس کا ذکر بھی نہ کرنا - اور تم بھی دل میں کوئی میل نہ لانا اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام اپنی نیکی و تقوی کی حکومت عزیز کے دل میں اپنی خدمت اور صفائی معاملہ سے بٹھا چکے تھے - جبھی اس نے کوئی جوش ظاہر نہ کیا - بلکہ عورت کو ملامت کی۔

من الخطئین - بہت سی عقلی دلیلیں بھی یوسف علیہ السلام کے صدق پر گواہ ہیں - اول تو آپ غلام کی حیثیت میں تھے - اور غلام اپنی مالکہ سے ایسی ہاتھا پائی کی جرأت نہیں کر سکتا - (۲) لوگوں نے دیکھا کہ یوسف زور سے ڈھٹتے نکلے عورت سے ناجائز مطلب چاہنے والے ہوتے تو یوں نہوتا - سوم عورت اپنا بناؤ سنگار غیر معمولی طور سے کیئے ہوئے تھی - چہارم یوسف وہاں مدت سے رہتے - اور ان سے کوئی ایسی حرکت نہیں دیکھی گئی - پنجم عورت نے صاف لفظوں میں کھول کر مجرمانہ حملے کا ذکر نہیں کیا - بلکہ مبہم طور سے ذومحمل لفظ بولا اور یوسف علیہ السلام نے خوب تشریح کر دی - خطئین جمع ہے اور مذکر یہ تغلیباً کہا یا یہ کہنے کے لیئے کہ تو گنہگاروں کی نسل سے ہے۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ

اور چرچا کیا عورتوں نے شہر میں کہ عزیز کی عورت پھسلانا چاہتی ہے اپنے غلام کو اپنا جی تھامنے سے البتہ

شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ

یوسف کی محبت غالب ہو گئی اسپر بیشک ہم البتہ دیکھتی ہیں اسکو غلط کاری میں پھر جب سنا بی بی نے ان عورتوں کی غیبت کو بلا بھیجا

اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّ

ان کی طرف اور طیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چھری اور

قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ

کہا (زلیخا) باہر آ ان کے سامنے پس جب عورتوں نے دیکھا اسے بزرگ پایا اسے اور کاٹ لئے اپنے ہاتھ اور کہا

حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ

حاشا للہ نہیں یہ آدمی نہیں یہ مگر ایک بزرگ فرشتہ۔ عزیز کی عورت بولی بس یہی ہے وہ جسکے بارہ میں

لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ

تم نے مجھکو طعنہ دیا اور البتہ ضرور میں نے اسے ڈگمگانا چاہا اپنا جی تھامنے سو پس یہ پاکدامنی میں بڑھ گیا اور البتہ اگر نہ کیا اس نے جو

اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ

میں کہتی ہوں اسکو تو ضرور قید کیا جاویگا اور البتہ ہوگا خوار شدوں سے (ذلیلوں سے) یوسف نے کہا اے میرے رب قید بہت پسندیدہ ہے میری نزدیک

مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ

اس سے کہ بلاتی ہیں یہ مجھے انکی طرف اور اگر تو نہ ہٹائیگا مجھ سے انکی حیلہ بازی تو میں مائل ہو جاؤنگا ان کی طرف اور میں ہو جاؤنگا

مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

جاہلوں سے پس مان لی اس کی اس کے رب نے اور دور کی اس سے انکی حیلہ بازی تحقیق بات یہ ہے کہ وہی سننے والا جاننے والا ہے

ع

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

پھر ظاہر ہوا ان کے لئے بعد اسکے (یعنی) کہ دیکھ لیا انہوں نے یوسف کی پاکدامنی کے نشانوں کو کہ البتہ ضرور قید کریں اسے ایک وقت تک

قَالَ بجائے قالت اس لئے آیا کہ نسوۃ اسم مفرد ہے۔ جمع امرأۃ کا اور مونث غیر حقیقی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فعل کی تقدیم

٭ اپنے نفس کی حفاظت سے

سے علامت تانیث گرگئی جیسے تثنیہ جمع کی۔ عزیز نے بات کو چھپانا چاہا۔ مگر سچ ہے عشق مشک چھپے نہیں رہتے۔
شغفہا حبًا میں حبًا تمیز واقع ہوئی ہے اِس کے معنی کہنے مشکل ہوتے ہیں۔ شغاف کہتے ہیں دل کے پردے کو۔ مطلب یہ ہے کہ احاطہ کر لیا ہے یوسف کی محبت نے اُس عورت کے دل کا مثل اِس پردے یا غلاف کے جو دل پر ہوتا ہے۔ یا یہ کہ اسے پھاڑ کر جذر قلب میں داخل ہو گئی۔ یوسف از روے محبت بیٹھ گیا یعنی یوسف کا عشق اس کے دل میں بیٹھ گیا۔ یہ معنی بھی ہیں کہ مریض بنا دیا عورت کو یوسف کی محبت نے۔ آقا کا اپنے غلام سے یہ مطالبہ صریح غلط کاری ہے۔ مکر سے مراد باتیں جو اس کی غیبت میں کیجاتی تھیں۔ یعنی یہ مکر ٹھہرایا کہ وہ اس بہانہ سے

۱۔ یوسف کو دیکھنا چاہتی تھیں یا امرء العزیز کا راز فاش کرنا ان کا مقصود مکر تھا

متکًا سے مراد ہے کہ مہمانوں کو بلایا جاوے۔ اور ان کے لئے فرش فروش درست کرا کے مسندیں رکھوا لیں اور پھر کچھ کھانے کے لئے بھی دیں۔ غالبًا ٹی پارٹی اور ڈنر اس کے مضمون کو ظاہر کر سکتا ہے۔ اتکاءنا عندہ اکلنا عندہ! چھری جو دی تو یہ حسب دستور ملک مصر تھا کہ وہ لوگ چھری کانٹے سے قریب قریب انگریزوں کی طرح روٹی وغیرہ کھاتے اور ہم مان لیتے ہیں کہ کچھ پھل تھے انکے کاٹنے کے لئے دیں۔ ہمارے ملک پنجاب میں چونکہ دستور نہیں اس لئے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ بس کھٹے کھانے کے لئے دیں۔ بعض کہتے ہیں کہ محض اسلئے کہ بیخود ہو کر اپنے ہاتھ کاٹ لیں۔ دونوں باتیں غلط۔ صحیح وہی جو ہم نے لکھا۔
اکبرنہ ۔ بڑا اچھا پایا۔ اسے بعض مترجموں نے لکھا ہے کہ دہشت میں آگئیں۔ اس کے حسن وجمال کی دھاک بندھ گئی۔ مگر مجھے وہ پسند ہے جو ترجمہ میں ہے۔ ایک معنی اور بھی ہیں۔ یعنی ان عورتوں کو حیض آ گیا۔

خف ! الله واستر والجمال ببرقع ؛ فان لحت حاضت فی الخدور العواتق

اکبرن۔ بمعنی حضن کا اصل یہ ہے کہ حیض اُس وقت آتا ہے جب حد صغر سے کبر میں داخل ہو۔ عورت جب دہشت میں آجائے تو اسے خون آجاتا ہے۔ و اور ہ سکتہ کے لئے ہے۔
قطعن ایدیھن ۔ اگر اکبرنہ کے یہ معنے ہیں کہ دہشت میں آگئیں تو اس کے مناسب یہی معنی ہونگے کہ انھوں نے بیخودی میں چھریوں سے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ جو کھانا کھانے کے لئے تھیں۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ یوسف کو عورتوں نے بڑا بزرگ اور نیک سیرت پایا تو مطلب ہے کہ افسوس سے اپنے ہاتھ کاٹے۔ دانتوں میں انگلیاں دبائیں کہ اس پاکباز کی نسبت ہم کچھ الم غلم بکتی رہیں۔
بعض مفسرین کا خیال ہے کہ سب یوسف سے ناجائز مطلب کی طالب تھیں اور انھوں نے یوسف پر مقدمہ قائم کرنے کے لئے بطور تخویف مجرمانہ اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ یہ کچھ ٹھیک سی بات معلوم ہوتی ہے۔
یوں بھی خلاف توقع کسی کا حسن وجمال یا کسی کا طرز وسیرت دیکھ کر منہ میں انگلی لیجاتی ہے اور یہ بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔ حاش لله اس میں دو باتوں کا اظہار ہے ایک یہ کہ الله تعالیٰ اس جیسے انسان پیدا کرنے کے عجز سے پاک ہے۔ اور دوم اس کے کمال کی قدرت پر تعجب کیا
لمتنی فیہ یہ ملامت اور طعنہ ایک معنی کے اعتبار سے تو یہ ہے کہ وہ عورتیں کہتیں عزیز کی عورت بھی کیسی مجہول ہے۔ کہ ایک معمولی کنعانی غلام پر مرتی ہے۔ جب اِس کے حسن وجمال کا یہ حال دیکھا تو بے اختیار ہو کر ہاتھ کاٹ لئے۔ تو امرءت العزیز کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ جب ایک جلوہ میں تمہارا یہ حال ہے تو میرا کیا ہونا چاہئے۔ دوسرے معنی کے اعتبار سے یہ کہ وہ عورتیں امرءت العزیز کو یہ طعنہ دیتی تھیں کہ ایک معمولی غلام کو اپنی بات منوا لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر جب اس کی بزرگی اور حد سے بڑھے ہوئے اتقاء کو دیکھ کر وہ سب نادم ہوئیں۔ تو امرءة العزیز نے کہا کہ ایسے غلام کا قابو میں لانا کوئی معمولی بات نہیں۔ چونکہ فرشتوں کی نسبت متفق علیہ عقیدہ ہے کہ وہ حسن و

جمال اور پاکبازی میں اعلیٰ درجے پر ہوتے ہیں اس لئے یوسف کو سب نے مبالغۃً فرشتہ کہا۔ وہ بھی معمولی فرشتوں سے نہیں بلکہ معزز

فاستعصم ۔ بچا رکھا اس نے اپنے تئیں۔ یہ باب استفعال ہے دلالت کرتا ہے اسپر کہ اپنی عصمت کی نگہداشت شدید سے قائم ہے۔ اور اس میں زیادتی چاہتا ہے۔

ما آمرہٗ ۔ ہٗ ضمیر راجع بسوے مَا بھی ہو سکتی ہے۔ یعنی وہ چیز کہ حکم کرتی ہوں میں اس کا گویا اصل ما آمر بہٖ ہوا اور جار حذف کیا گیا۔ دوم مَا مصدریہ بنا تو اصل ہوا امری ایاہ۔ یعنی نہ کرے میرا حکم جو اسکو ہے۔ یعنی میرے حکم کا مقتضا اور موجب۔

ولیکونًا میں الف نون تاکید و خفیفہ کا بدل ہے۔

من الصّٰغرین ۔ یعنی یہ کوئی شاہی قیدی نہیں ہوگا کہ عزّت سے رکھا جائے بلکہ ہر طرح کی بے عزتی و ذلت و خواری جیسے مجھپر یہاں اس کے عشق میں کھانا پینا اور نیند حرام ہے ویسے ہی اسپر ہوگی۔

رب السجن ۔ اس سے دو باتیں نکلیں ایک یہ کہ گناہ سے بچنے کا ایک ذریعہ دعا بھی ہے۔ دوم یوسف کی پاکیزہ فطرت کا اظہار کہ اس کام سے جو ظاہر میں پُر لذت ہے محض اللہ کے لئے ایک تلخ زندگی کو پسند کرتے ہیں اس قسم کے آدمی بھی کوئی خاص ہوتے ہیں۔ قید منظور مگر نہیں منظور تو نامحرموں کی طرف توجہ اللّٰھم اجعل قلبی کقلب یوسف۔

والّا تصرف سے ظاہر ہے کہ اپنی ذاتی لیاقت پر بھروسہ کرنا اور اُس پر غرّہ ہونا نادانی ہے۔ عصمت کی توفیق محض اللہ تعالیٰ سے ہے ۞

کیدھن ۔ چونکہ کید کے لغوی معنی ہیں خفیہ تدبیر پس یہاں کید سے مراد کوششیں اور تحریکیں اور چالبازیاں وغیرہ ہیں جو ان عورتوں کی طرف سے روز کیجاتی تھیں۔ ترجمہ میں گو یہ مفہوم نہ ظاہر ہو سکا ہو یدعوننی اور کیدھن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان عورتوں نے یا تو امرءۃ العزیز کی سفارش کی یا ہر ایک نے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا ۞

من الجٰھلین ۔ جاہل یعنی وہ جو جانتا بوجھتا ہو اور پھر اس کے موافق عمل نہ کرے۔ دراصل ایسا نہ جاننے والے سے بھی بُرا ہے۔ مراد کمینہ رذیل بھی ہو سکتی ہے۔

ھو السمیع ۔ دعا کرنیوالوں کی دعائیں وہی ذات پاک سُنتا ہے اور پھر جاننے والا ہے دلوں کے حالات کا اسے خوب معلوم تھا کہ یوسف کے دل سے نکل رہی ہے اور یہ کہ عورتوں کا دل گندہ ہے

بدالھم کا فاعل مضمر ہے بداء یعنی ظاہر ہوئی یہ رائے۔ لیسجننہ اس کی تفسیر کر رہا ہے۔

لھم سے مراد عزیز اور اس کے اپنی صلاح و مشورہ والے لوگ ہیں۔

الآیات ۔ آل عہد یعنی یوسف کی پاکدامنی کے ثبوت اور نشان (مثل قدِ قمیص ۔ قطع الایدی وغیرہ)

لیسجننہ ۔ یہ قید اس لئے کیا کہ لوگ عزیز کی عورت کو متہم کرنے لگے۔ اور اس میں اس کی ہتک تھی۔ قید کرنے سے یہ بتانا چاہا کہ قصور یوسف کا ہے۔ دوم عورت کا اصرار اس امر کا محرک ہوا جس کا خیال تھا کہ اس قید سے ڈر کر میری بات مان لیگا۔ سوم عزیز نے بھی سمجھا ہوگا کہ شاید اس سے الگ رکھوں تو اس کا خیال نکل جائے۔ بہرحال مصلحت یہی معلوم ہوئی۔ **فاستجاب** سے یہ ظاہر کیا کہ قید یوسف صرف یوسف علیہ السلام کی دعا کا اثر ہے جو اگرچہ نیک نیتی سے مانگی گئی مگر تاہم انسان کو نہیں چاہئے کہ اپنے لئے ایک مصیبت سے بچنے کے لئے دوسری مصیبت مانگے۔ بلکہ ہمیشہ چاہئے کہ مصیبت سے بکلی مخلصی طلب کرے۔ رسول کریم صلعم نے منع فرمایا کہ کوئی

شخص صبر کی دعا بھی مانگے۔ کہ اس سے پایا جاتا ہے کہ گویا وہ تکلیف اٹھانے پر راضی ہے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی مانتا بھی ہے۔ اور منوا بھی لیتا ہے۔ یہاں ہم مماثلت کے لئے یہ ذکر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے نبی اکرم صلعم کے سامنے بھی یہ بات پیش کی گئی تھی کہ عرب کی حسین سے حسین لڑکی اپنے نکاح میں لے لو اور دعویٰ نبوت کچھوڑ دو۔ مگر حضور علیہ السلام نے صاف انکار فرما دیا۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ

اور داخل ہوئے اسکے ساتھ قید میں دو جوان کہا ایک نے ان دو سے تحقیق میں دیکھتا ہوں (خواب میں) اپنے تئیں نچوڑتا ہوں انگور کا رس اور کہا

الْاٰخَرُ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ

دوسرے نے تحقیق میں دیکھتا ہوں اپنے تئیں اٹھائے ہوں اپنے سر پر روٹی کھاتے جاتے ہیں پرندے اس سے خبر دے ہمیں اسکی تعبیر کی

اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا

تحقیق ہم دیکھتے ہیں تجھے نیکو کاروں سے - کہا یوسف نے نہ آنے پائیگا تم دونوں پاس کھانا جو تم دئے جاتے ہو مگر کہ بتا چکونگا تمھیں

بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ

(اس خواب کی) تعبیر (کھانے کے) تم پاس آنے سے پہلے - یہ تعبیر (سنو دو نوجوانو!) منجملہ اس کے ہے جو سکھایا مجھے میرے رب نے تحقیق میں چھوڑ چکا دین اس قوم کا جو ایمان نہیں رکھتے

بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ

اللہ پر اور وہی آخرت سے (بھی) ہیں انکار کرنے والے - اور میں تابع ہو چکا اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق

وَيَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ

اور یعقوب کے دین کے نہیں شیوہ ہوا ہمارا کہ ہم شریک مقرر کریں اللہ کا کسی شے کو یہ (عقیدہ) اللہ کا ایک فضل (ہے)

اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

ہم پر اور سب لوگوں پر ولیکن بہت سے لوگ قدر نہیں کرتے۔

سجن کے معنے قید خانہ میں قید ہونا۔ سجن کہتے ہیں جیلخانہ کو۔

فتیٰن دو جوان۔ ہمارے ملک میں غلاموں کو بھی جوان کہتے ہیں۔ پس اس کا اطلاق غلاموں اور خادموں پر ہے کہ وہ اکثر جوان ہوتے ہیں۔

خمرًا - انگور سے جو شراب بنتا ہے۔ نچوڑے تو انگور جاتے ہیں اور فرمایا خمر۔ یہ باعتبار ماٰول الیہ ہے۔ نیز لغت عمان میں انگور کو خمر بھی کہتے ہیں

خبزًا - اسم واحد ہے چونکہ اسم جنس ہے اس لئے جمع پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

تاویلہ میں ضمیر راجع ہے۔ یا توکلِ واحد منہما (ان دو خوابوں میں سے) ایک کی طرف یا مراد ہے تاویل ذٰلک جو کچھ ہم نے دیکھا۔

مُحسنین۔ یہ لوگوں کا دستور ہے کہ جسے نیکوکار پرہیزگار پائیں اس سے خواب کی تعبیر پوچھتے ہیں حضرت یوسف کی صورت شکل۔ وضع قطع اِن کے نیک ہونے کی گواہ تھی۔ دوم یہ کہ آپ دوسرے قیدیوں کے ساتھ بہت عمدہ سلوک سے پیش آتے۔ سوم یہ مراد بھی ہوسکتی ہے کہ "ان لوگوں سے جو خواب کی تعبیر اچھی کرتے ہیں" ۞

لا یاتیکما۔ بعض مفسّرین نے (تعجب ہے کہ) یہ معنی سمجھے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ جو کھانا تم پاس قید خانے میں آئیگا میں اس کے آنے سے پہلے ہی تمھیں اس کی حقیقت کی خبر دیدونگا۔ کہ فلاں فلاں شے ہے۔ گویا آپ علم غیب کے مدعی ہیں۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہاں اس کی کیا ضرورت ہے اور نہ کسی بشر کو یوں علم غیب دیا جاتا ہے کہ وہ جو چاہے بتاتا جائے۔ حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی لوگوں کا یہ خیال ہے حالانکہ اس آیت کے صرف یہ معنی ہیں کہ میں تمھیں جو کچھ تم ذخیرہ کرتے ہو اس کی نسبت متنبہ کرتا ہوں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام اور یہی نبی کا کام ہے۔ کسی کھانے کا بتا دینا میں نہیں سمجھتا ایک نبی کو اس سے کیا تعلق اور اس نجوم پنے کا نتیجہ کیا۔ ایک اور اہل الذکر کا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ گویا یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تمھارے پاس کوئی کھانا نہ آئیگا جو تم خواب میں دئے جاؤ۔ مگر کہ میں تعبیر کا مصداق آنے سے پہلے اس کی تعبیر بتا دونگا۔ یعنی آپ فرماتے ہیں انگور اور روٹی کا کیا ذکر اس کے علاوہ بھی اگر کوئی کھانا تم دیکھتے تو میں تعبیر بتا سکتا۔ مگر معلوم نہیں ہوتا کہ صرف خواب میں طعام دیکھنے کی تعبیر پر ہی حضرت یوسف نے اپنے علم کا انحصار کیوں رکھا۔ سیدھے اور صاف معنی وہی ہیں جو ہم نے اختیار کئے۔

مما علمنی میں اشارہ ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور میں کوئی نجومی کاہن نہیں۔ اور (انی ترکت) گویا اس کی تعلیل ہے کہ مجھ پر وحی ہوئی۔ کیونکہ میں باطل دینوں کو چھوڑ چکا۔ یہ ایک حُسن بیان ہے جو ہر مقرر کے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔ قصہ اپنا بیان کر رہے ہیں اپنے حالات سے بھی واقف کرتے جاتے ہیں۔ اور اپنا مرتبہ اپنا حسب نسب (خاندان نبوت سے ہونا) بھی بتلا دیا ہے۔ تاکہ اُن کے دل میں عظمت بیٹھے۔ اور میری اسبات کا یقین کریں۔ یہاں سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ نبی و واعظ کو اپنی لیاقت و علم سے عوام الناس کو مطلع کر دینا ضروری ہوتا ہے اور سب سے پہلے اس پر ہے کہ وہ اپنا رسول ہونا منوائے جب لوگ مان چکے تو پھر رستہ صاف ہے جو کہیگا مانینگے۔ دیکھئے اس حُسن بیان اور موقعہ شناسی کو کہ اپنے حالات بتانے ہی میں اِن کو نصیحت کر گئے ہیں۔ دُوسرا جب اپنی طرف انھیں کسی اپنے مطلب کے لئے راغب پایا تو وعظ شروع کر دیا۔ ہر واعظ کو ایسا ہی چاہیئے۔ اور پھر ان کے مقصود کا وقت بھی بتا دیا کہ گھبرا نہ جائیں۔ اور وعظ بہت مختصر کیا۔ ان سب باتوں کا ہر واعظ کو خیال چاہیئے۔ یہ بھی نرا قصّے نہ سُناتا رہے بلکہ عقائد کی درستی اور گناہوں کی جڑ کاٹنے کی طرف مشغول ہو۔

کان لنا میں آپ نے اشارہ کیا کہ ہم میں سے کسی نے شرک نہیں کیا تو یہ انعام پائے تُم بھی ایسا ہی کرو کہ تمھیں بھی شایاں نہیں۔ تمھیں کی بجائے ہمیں کہہ لینا بھی حسن بیان ہے۔

فضل اللہ۔ انبیاء پر تو اللہ کا فضل ظاہر ہے اور لوگوں پر کہ عقیدہ توحید کل دینی و دنیوی سکھوں کی جڑ ہے ایک اللہ اپنا رب مالک۔ رزاق۔ مشکلات حل کرنیوالا ملجا ماوا ملنے سے نہ کوئی روحانی پریشانی ہوتی ہے

نہ دنیا میں کوئی فساد ہوتا ہے۔ سب لوگ گویا ایک لڑی میں پروئے جاتے ہیں۔ اور ان میں وحدت آجاتی ہے اور پھر ان کی گفتار و کردار سب بمنزلہ عضو واحد ہو جاتے ہیں ٭

لا یشکرون - اکثر لوگوں نے قدر نہ کی شرک میں پھنسے اور تکالیف اُٹھائیں۔ نہ دُنیا میں آرام پایا نہ آخرت میں۔ مشرک بزدل ہوتا ہے اور محکوم رہتا ہے۔ اللہ نے اسے اشرف المخلوقات بنایا اور وہ اپنے سے ادنیٰ چیزوں سے اپنی حاجتیں مانگتا ہے۔ اللہ مسلمانوں کو قبر پرستی سے بچائے۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

اے میرے قید کے دو ساتھیو کیا جدا جدا صاحب اچھے یا اللہ اکیلا غالب

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ

نہیں عبادت کرتے تم اللہ کے سوا مگر نام ہی جنکو مقرر کر دیا ہے تم نے یاں تم نے اور تمہارے باپ دادا سبنے۔ نہیں

اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ

اُتاری اللہ نے انکی (عبادتکی) کوئی سند نہیں حکومت مگر اللہ کیلئے حکم دیا اسنے کہ نہ عبادت کرو مگر اسی کی

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ

یہ ہے دین درست ولیکن اکثر لوگ یقین نہیں کرتے۔ اے میرے قید کے ساتھیو

اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ

تم دونوں سے ایک جو ہے وہ تو پلایا کریگا اپنے آقا کو شراب اور دوسرا جو ہے سو سولی پر مارا جائیگا پس کھائینگے پرندے اسکے

رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ

سر سے۔ فیصل کیا گیا یہ امر جس کے بارے میں تم دریافت کرتے تھے دونوں۔ اور کہا جسکے لئے سمجھا کہ وہ مخلصی پانے والا ہے

مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ؗ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ

ان دونوں سے ذکر کرنا میرا اپنے آقا کے آگے سو بھلا دیا اسکو شیطان نے ذکر کرنا اپنے آقا سے پس رہا قید میں

بِضْعَ سِنِيْنَ ۝

چند سال

ءاَرباب - یہ ایک ایسی دلیل ہے کہ مسلمانوں کو ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہیئے۔ ایک خدا۔ ایک کتاب پر عمل رہے ٭

الا اسماء سمیتموھا - یعنی اس کے نیچے کوئی مسمیٰ نہیں۔ جو صفات ان میں سمجھتے ہیں وہ ان میں

نہیں۔ **سلطٰن** سے مراد حجۃ اور دلیل ہے۔ یعنی ان کی معبودیت کی کوئی دلیل کوئی ثبوت نہیں ۔

ان الحکم ۔ ایک مطلب تو یہ ہے کہ تمام ارض وسما و مافیہا پر اس کی حکومت ہے۔ پس اس کے ہوا حق معبودیت کسی اور کو نہیں پہنچتا۔ جس کی حکومت ہے اسی سے مانگا جائیگا۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ دوم یہ کہ عبادۃ و دین میں حکم کرنا صرف اللہ ہی کا حق ہے۔ اور پھر وہ حکم **الا تعبدوا** سے بتا دیا۔ کہ نہ فرمانبرداری کرو مگر اس کی۔ (ذٰلک) یعنی یہ توحید یا حکم **الا تعبدوا** اصل الاصول ہے۔ اور **دین قیم** یعنی محکم اور ایسا ثابت کہ اس پر براہین و دلائل دی گئی ہیں ۔

لا یعلمون ۔ جو علم و فہم اللہ نے دیا ہے اُس سے غور نہیں کرتے۔ کہ یہی بات حق ہے۔ یا یہ کہ اس دین قیم اور توحید کے فوائد کو اور شرک کے نقصانوں کو نہیں سمجھتے۔ یا کچھ جانتے نہیں جس سے ظاہر ہوگا کہ قانون کی ناواقفیت کا عذر تسلیم نہیں ہوا کرتا۔ اس آیت کی دلیلیں دیں، اول یہ کہ کثرت آلہہ موجب فساد ہے۔ دوم معبود قہار چاہیئے۔ اصنام میں یہ صفت نہیں۔ سوم واحد ہونا چاہیئے۔ بتوں کی مختلف شکلیں ہی ان کے متفرق و موضوع ہونے کی دلیل ہیں۔ اور متفرق معبود ہوں تو کیا معلوم کہ ان میں سے ہمارا خالق و رزاق کون ہے پھر مستحق عبادت کا بھی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ارباب بتوں کو علیٰ سبیل الفرض کہا گیا ہے۔

اما الاخر ۔ یہ بھی حسن بیان ہے کہ جس کی نسبت بُری خبر ہے نہ اسے مخاطب کیا نہ نام لیا ۔

قضی الامر ۔ اللہ کے یہاں فیصلہ ہو چکی یا تمہارے سوال کا جواب پُورا ہُوا ۔

ظن کے معنے شک کے بھی ہوتے ہیں جیسے **ان الظن لا یغنی من الحق** اور معنی یقین بھی جیسے **الذین یظنون انھم ملقوا اللہ**۔ جب یقین کی وجہ کو ترجیح ہو تو ظن کا اطلاق ہوتا ہے۔ پس بصورت معنی یقین یہاں یہی معنی ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ یوسف علیہ السلام کو اپنی تعبیر پر پورا یقین ہے۔ اور اگر ہم دوسرا معنی بعض الناس کو ترجیح دیں تو بھی وجہ ظاہر ہے۔ کہ خوابوں کی تعبیر ضرور نہیں کہ اسی طرح ہو جیسے کوئی بیان کرے بعض مخفی وجوہات ہوتی ہیں یا ممکن تھا یہ تقدیر کسی سبب سے بدل جائے مگر قضی الامر سے ظاہر ہے کہ آپ اعلام الٰہی سے اسپر یقین رکھتے ہیں۔ اور ظن کا لفظ بھی اسپر دال ہے بعض مفسرین نے دوسرے معنے کے لحاظ سے کہا کہ وہ شخص ساقی جس نے گمان کیا کہ میں بچنے والا ہوں یہاں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ بعض خواب بعینہٖ پوری ہوتے ہیں جیسے انگور کا نچوڑنا اور بعض دوسرے رنگ میں اس حقیقت کو زیر نظر رکھنے سے نبی اکرم صلعم کی کئی پیشگوئیوں اور کشوف اور خوابوں کی حقیقت کھلتی ہے۔

فانسٰہ الشیطٰن ۔ یعنی وہ ساقی اپنے آقا سے یہ بات کہنا کہ یوسف بیگناہ قید ہے بھول گیا۔ بعض مفسرین بلاوجہ یوسف کی نسبت کہتے ہیں کہ انھیں اپنا رب یاد نہ رہا۔ ایک طرف انھیں محسن کہا جاتا ہے دوسری طرف شیطان کے تصرف میں۔ اس ساقی کے یاد نہ کرانیکا نتیجہ یہ ہُوا کہ قید میں دس سے کم تین سے اوپر سال رہے بضع کا اطلاق اتنے پر ہی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر **اذکرنی عند ربک** نہ کہتے تو اتنے سال نہ رہتے اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آدمی اپنی مخلصی کے لیے کوئی حیلہ نہ کرے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ آپ نبی تھے۔ اللہ نہیں چاہتا کہ غیر اللہ کی طرف ذرا بھی رجوع ہو۔ اور کسی کا احسان اُٹھائیں۔ دُنیا عالم اسباب ہے ہر مقصد کا سبب ہے۔ مگر انسان نہیں جانتا کونسے دروازے سے فتح ہے۔ پس اپنی طرف سے کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے کہ شاید وہی سبب اس مقصد کے حصول کا ہو۔ اور بعد میں افسوس ہو۔ اِس بات کو خوب سمجھو ۔

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّيٓ أَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ

اور کہا بادشاہ نے تحقیق میں دیکھتا ہوں سات گائیں موٹی کھا رہی ہیں انکو سات دبلی

وَّسَبْعَ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّأُخَرَ يٰبِسٰتٍ يٰٓأَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُءْيَايَ

اور سات بالیں سبز اور دوسری خشک ای خاص درباریو نے ظاہر کرو مجھپر میری خواب کی بابت

إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُونَ ۝ قَالُوٓا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ

اگر ہو تم خوابوں کی تعبیر بیان کرتے انھوں نے کہا مشکل خوابیں ہیں اور نہیں ہم

بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعٰلِمِينَ ۝ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا

ایسے خوابوں کی تعبیر جاننے والو نے - اور بولا جو بچ رہا ان دو سے اور یاد میں لایا عرصہ کے بعد میں ہاں میں

أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ۝ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرٰتٍ

بتاؤنگا تمھیں اسکی تعبیر پس بھیجو مجھے یوسف ای بڑے صدق والے تعبیر کہو ہم سے سات موٹی گایوں

سِمَانٍ يَّأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّأُخَرَ يٰبِسٰتٍ لَّعَلِّيٓ أَرْجِعُ

کی بابت کھائے جاتی ہیں ان کو سات دبلی اور سات بالیں ہری اور اور سوکھی تاکہ میں پھرجاوں

إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا

ان لوگوں کی طرف امید رکھو وہ قدر جانینگے یوسف نے کہا کھیتی تو کروہی گے سات سال محنت سے

فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ ۝ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ

تو جو کاٹو تم سو چھوڑ دو اسے اسی کی بالوں میں سوا تھوڑے کے اس جنس کو کہ کھاؤ تم پھر آئیگا اس کے بعد

ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ ۝ ثُمَّ يَأْتِي

سات سخت کھا جائینگے جو پہلے جمع رکھا تم نے انکے لئے مگر تھوڑا اس سے جو تم بچا رکھو پھر آئیگا

مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ۝ ع

اس کے بعد سال جس میں فریاد رسی کئے جائینگے یہ لوگ اور اس میں رس نچوڑینگے۔

بقرہ۔ بیل اور گائے دونوں پر بولا جاتا ہے۔

عجاف جمع عجفاء افعل فعلاء کی جمع فعال کے وزن پر نہیں آتی۔ یا سمان کے مقابلہ کے لئے ہے ؛
اُخَر بہ قاعدہ حمل النظیر والنقیض علی النقیض خشک کو سات کہا گیا ہے ؛
اضغاث۔ ضغث اس مٹھے کو کہتے ہیں جس میں مختلف قسم کی رطب و یابس نباتات ہو۔ اس کا ترجمہ بعض نے پریشان کیا ہے۔ اور اضافت بمعنے من ہے یعنی خوابوں میں سے جو پریشان ہوتی ہیں۔ مگر چونکہ ایسی خوابوں کو بھی کہتے ہیں جن کی حقیقت عموماً نہ کھلے اس لئے میں اسے پسند کرتا ہوں۔ خصوصاً آداب و دبار و شوکت شہنشاہ نامدار کے خلاف ہے یہ بات کہ اس کے خواب کو علانیہ طور سے لغو و پریشان کہا جائے۔
اُمَّةٍ کے معنے باختلاف قرأت نعمۃ پانے اور نسیان کے بھی ہیں ؛
صدیق کے معنی صرف راستگو کرنا غلطی ہے۔ یہ صدق کا لفظ ہر خصلت و فعل و قول محمود پر بولا جاتا ہے۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ سچی تعبیر بتلانے والے ؛
تزرعون۔ یہ خبر بمعنی الامر ہے اور امر صورت خبر میں اُس وقت آتا ہے جب مامور بہ کے وجود میں مبالغہ مقصود ہو۔ بالوں ہیں اس لئے رکھوایا کہ کیڑا نہ لگے ؛
یاکلن۔ سالوں کی طرف کھانے کی نسبت مجازی ہے ؛
یغاث۔ غیث سے بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی مینھ برسائے جائینگے ؛
تحصنون۔ یعنی بیج وغیرہ کے لئے گویا سمجھا رہے ہیں کہ یوں کرنا اور ساتھ ہی یہ خبر بھی ہے کہ ایسا ہی ہوگا اور تمھیں ضرور ایسا کرنا چاہیئے ؛
دأباً حال ان مامورین کا یعنی دائبین۔ پے در پے اپنی عادت پر۔ و باد ب اس مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔
ماحصل تم سے حضرت یوسف کی حسن تدبیر کا ثبوت ملتا ہے۔ اور خواب کی تعبیر فوراً بتلا دینے سے آپکی جودۃ دماغ و رسائی ذہن ثابت ہوتی ہے اور یہ بڑے حوصلے کا کام ہے کہ اپنی رہائی کا سوال پہلے پیش نہیں کیا۔
یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات کافر فاسق فاجر کا خواب بھی صحیح نکل آتا ہے۔ اور ایسا لوگوں پر حجت قائم کرنے کے لئے ہے۔ تاکہ سلسلہ وحی و الہامات سے منکر نہوں۔ کشف و الہام گویا خواب کی دوسری منزل ہے جس میں غنودگی ہوتی ہے۔ مگر بے اختیار ایک خاص وقت میں اور پھر بہت صفائی اور شوکت و شان و حلاوت سے جب کفار کی خوابیں سچی ہو سکتی ہیں تو افسوس ہے اگر مومنوں میں ایسا صدق نہو کہ ان کے تمام خواب سچے نکلیں۔ کیونکہ مومن میں شیطانی حصہ نہیں۔ اور پھر اور بھی افسوس اگر اُمت محمدیہ میں سب کے سب صرف سچے خواب دیکھنے والے ہوں کوئی صاحب الہام نہو۔ بعض لوگ ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ وحی ختم ہو چکی۔ مگر لم یبق من النبوۃ الا المبشرات سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شرعی احکام کا نزول بند ہوا باقی۔ بشارتوں کا دروازہ کھلا ہے۔ اور پھر نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ پہلی اُمتوں میں صاحب الہام لوگ گذرے ہیں میری اُمت میں یہ سلسلہ اگر ہے اور ضرور ہے تو عمر ضرور صاحب الہام ہیں۔ جس سے ثابت ہے کہ صاحب الہام نبی اللہ صلعم کے بغیر اور بھی ہیں۔ مگر بعض کو دھوکہ ہوا کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ بس عمر ہی ہے اور کوئی نہیں۔ حالانکہ یہ ایسا کلام ہے جیسے کوئی ماں بہت سے بچوں سے اپنے ایک بچے پر خوش ہو کر کہے بس میرا کوئی بیٹا ہے تو محمود۔ یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی نہیں ؛

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا

اور کہا اُس بادشاہ نے لے آؤ میرے پاس اسے پھر جب آیا اسکے پاس وہ بھیجا ہوا یوسف نے کہا واپس جاؤ اپنے سرکار کے پاس پس دریافت کر اس سے کیا

بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ۝ قَالَ مَا خَطْبُکُنَّ

معاملہ ہے ان عورتوں کا جنھوں نے کاٹے اپنے ہاتھ تحقیق میرا رب توانکی حیلہ بازی جاننے والا ہو بادشاہ نے کہا کیا سرگذشت ہے تمہاری

اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ قَالَتِ

جب بہسلانا چاہا تم نے یوسف کو اپنے نفس کی حفاظت سے وہ بولیں حاش للٰہ نہیں معلوم ہوئی ہمیں اس میں کوئی برائی بولی

امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

عورت عزیز کی اب ظاہر ہوگئی اصل بات میں ہی نے بہسلانا چاہا اسکو اپنا جی تھامنے سے اور تحقیق وہ البتہ صدق والوں سے ہے

ذٰلِکَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ۝

یہ اس لئے تا وہ یقین کرے تحقیق میں نے نہیں خیانت کی اسکی غائبانہ اور تحقیق اللہ نہیں نیک ثمرہ تک پہنچاتا حیلہ خیانت کرنیوالوں کا۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اور میں نہیں پاک کہتا اپنے نفس کو تحقیق جنس نفس البتہ بہت ابھارنے والی ہے بدی پر مگر جب یا جسپر رحم کرے میرا رب تحقیق میرا رب غفور رحیم ہے۔

فسئلہ مابال النسوۃ سے حضرت یوسف علیہ السلام کے کمال صبر کا پتہ لگتا ہے۔ اور آپ کی طاقت قلب کا کیونکہ ذرا بھی کھوٹ ہوتا تو خود تفتیش نہ کرواتے۔ وہ دم توکل علی اللہ اور استغنا ماسوائے اللہ سے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اپنے پر جو تہمت جھوٹی ہو اُسکو دور کرنے کی ہر ایک کو اور مامورین اللہ کو بالخصوص کوشش کرنی واجب ہوتی ہے یہاں مراد تو صرف امرۃ العزیز سے اپنی بریت ہے۔ مگر آپ نے جمع نسوۃ کا لفظ بولا یہ اپنی آقا کی بیوی کا ادب ہے۔ واحد کی جگہہ جمع بولنا۔ جیسے قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم اور قطعن ایدیھن میں اپنی بیگناہی کا اشارہ کر گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ کہ عند اللہ تو میری بریت آگے ہی ظاہر ہے۔

من الصّدقین کا ترجمہ بات کے سچے بھی ہو سکتا تھا۔ بادشاہ نے بھی راودتن ہی کہا یہ بھی پردہ داری کے لئے۔ امرءت العزیز اس سے متاثر ہوکر بے اختیار بول اُٹھی۔ انا راودتہ یعنی اس الزام میں اور کوئی شریک نہیں۔ **ذٰلک لیعلم** سے لیکر ربی غفور رحیم تک بعض کا خیال ہے کہ امرءۃ العزیز کا قول ہے۔ ان کے دلائل حسب ذیل ہیں کہ اس سے پہلے قالت امرءۃ العزیز (عزیز کی عورت نے کہا) صاف لکھا ہے اور اخیر کلام پر قال الملک ائتونی بہ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسف ابھی وہاں نہیں آئے۔ اور یہ سب باتیں ان کی غیبت میں ہوئیں۔ اس صورت میں لم اخنہ کے معنی ہونگے کہ میں نے یوسف کی خیانت نہیں کی۔ سچ سچ بات کہدی یا بقول بعض عزیز کی خیانت اور پھر اخیر میں ما ابرئ نفسی سے اپنی خطا کاری کا اقرار بحضور ایزد غفار ہے۔ سلسلہ کلام تو یوں ہی چاہتا ہے۔ مگر ان اللہ لا یھدی کید الخائنین اور ان ربی غفور رحیم کچھ ایسے پرحکمت اور پرلذت و پرمعرفت کلمات ہیں کہ میرا قلب ہرگز ہرگز نہیں مانتا کہ یہ کسی مشرکہ زبان سے نکلے ہوں۔ اس لئے میرا خیال یہی ہے کہ یوسف علیہ السلام کا قول ہے۔ اسپر دو اعتراض ہیں ایک تو یہ کہ ذٰلک لیعلم کے پہلے قال وغیرہ

نہیں مگر کلام کا طرز خود گواہ ہے کہ یہ یوسف ؑ نے کہا اور اصل میں بقیہ ہے۔ ارجع الی ربک کا اور الزام کا فیصلہ پہلے کر دیا گیا۔ کہ انتہائے بلاغت یہی تھا اس صورت میں لم اخنہ سے مراد ہے کہ میں نے عزیز کی خیانت نہیں کی اور پھر دلیل بھی دی کہ خیانت کرنے والا میں ہوتا تو نامراد رہتا۔ اپنے خاوند کی امانت میں خیانت کرنیوالی وہی ہے جو ناکام رہی اور دوسرا اعتراض ہے ما ابرئ نفسی۔ یعنی اس سے یوسف علیہ السلام من وجہ اپنے کسی خفی جرم کا اقرار کرتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے اس وقت جب امرءة العزیز نے ھیت لک کہا کچھ خطا ہو گئی تھی مگر سراسر غلط فہمی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انبیاء کرام اپنی عصمت و پاکدامنی کو محض اللہ کی توفیق سے سمجھتے ہیں۔ اور وہ اپنی ذاتی قابلیت پر مغرور نہیں ہوتے۔ اس قسم کے جملوں سے اگر کسی کا گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہے تو مجھے خوف ہے کہ ایسے لوگ انی ظلمت نفسی ایسی نبی کریم صلعم کی دعائیں پڑھ کر آپ کی نسبت بھی ایسا گمان نہ کرنے لگیں۔ پھر دیکھو الا ما رحم ربی فرما کر انھوں نے حقیقت ظاہر کر دی کہ نفس تو بدی کی طرف لیجاتا ہے۔ مگر جس نفس پر اللہ کا رحم ہو وہ بدی کی طرف نہیں جاتا۔ یہ اپنی نسبت کہا۔ کہ مجھپر اللہ کا رحم ہے ما بمعنی من جیسے فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ دوسرے یہ معنے کہ جسوقت اللہ رحم کرے اسوقت بچ سکتا ہے۔ چنانچہ میں پاک رہا۔ یا بطور استثناء منقطع ہے کہ فرمایا مگر میرے رب کی رحمت ہے جو بدی کو روک لیتی ہے بہرحال حاصل واحد ہے۔

غفور کے معنی ہیں کہ کمزوریوں کو ڈھانپنے والا یعنی دور کرنے والا ہے چنانچہ مجھ سے کمزوریکو دور رکھا۔ اور رحیم نیک اعمال پر نیک ثمرات مرتب کرنیوالا۔ دعائیں قبول کرتا ہے۔ چنانچہ میری دعا قبول کی سوء و فحشا کو مجھ سے روکے رکھا اور مجھے مخلص بنا دیا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهٖٓ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا

اور کہا اس شاہ نے لے آؤ میرے پاس سو میں اسے خالص اپنی ذات کیلئے مقرر کروں پس جب یوسف سے بات چیت کی اسے کہا شاہ نے تحقیق تو آج سے ہماری حضور ہے

مَكِينٌ أَمِينٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِي عَلٰى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ

مرتبے والا معتبر یوسف نے کہا مقرر کرو مجھے اس سرزمین کے خزانوں پر تحقیق میں ہوں نگران واقفکار اور اسی طرح

مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ

مرتبہ دیا ہم نے یوسف کو اس ملک میں رہے سہے اس میں جہاں وہ چاہے ہم پہنچاتے ہیں اپنی رحمت جسے چاہیں۔

وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ع

اور ہم ضائع نہیں کرتے اجر نیکو کاروں کا اور البتہ اجر آخرت کا بہتر ہے انکے لئے جو ایمان لائے اور رہے تقویٰ کرتے

وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُونَ ۝ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ

اور آئے بھائی یوسف کے پس داخل ہوئے اسکے سامنے تو یوسف نے پہچان لیا انہیں بحالیکہ وہ اسکو نہ پہچاننے والے تھے اور جب طیار کر دیا انہیں

بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ۝

ان کا سامان کہا لے آئیو میرے پاس جو بھائی تمہارا تمہارے باپ سے (ہے) کیا نہیں دیکھتے تم تحقیق میں پوری دیتا ہوں ماپ اور میں بہتر مہمانی کرنیوالا ہوں

فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ۝ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ

سو اگر نہ لے آئے تم اُسے تو نہیں کوئی غلہ تمہارے لئے میرے پاس اور تم بھی نہ پاس آنا میرے: کہا اُنھوں نے جلد ہی عرض معروض کرینگے اسکی نسبت کی باپ سے

وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ۝ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا

اور تحقیق یہ کام ہم کرکے ہی چھوڑینگے۔ اور کہا یوسف نے اپنے جوانوں کو رکھدو انکی پونجی کو انھیں کے اسباب میں اُمید کہ وہ پہچانینگے اسے جب

انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ

واپس گئے اپنے اہل کی طرف اُمید کہ وہ پھر آئینگے پھر جب واپس گئے اپنے باپ کے پاس کہا اُنھوں نے اے ہمارے ابا روکا

مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝

گیا ہم سے غلہ پس بھیج ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو ہم غلہ لائیں اور تحقیق ہم اس کی البتہ حفاظت کرنے والے ہیں۔

ستخلصه میں یہ مفہوم بھی پایا جاتا ہے کہ میں اسے قید و عزیز کی خدمت سے چھڑا کر اپنے خواص میں شامل کروں جب بات چیت ہوئی تو یوسف کی لیاقت کا اور بھی یقین ہوا۔ مگر آپ نے دانائی سے خزائن الارض کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لینا پسند کیا غالبًا فینانشل کمشنر یا مشیر مال اس مفہوم کو ادا کرسکتا ہے۔ اور اس موقعہ پر اپنی لیاقت کا اظہار بھی کردیا۔ معلوم ہوتا ہے بروقت ضرورت اپنی قابلیت و اوصاف کا اظہار جائز ہوتا ہے اور کذٰلک میں اشارہ ہے کہ جیسے ہم نے اسے قید سے بادشاہ کے تقرب تک پہنچایا ایسے ہی تمام ملک مصر پر اسے مختار کرایا۔ اور لا نضیع اجر المحسنین میں اشارہ ہے کہ جو محسن ہو ہم اسے ضرور دنیا میں بھی بدلہ دیتے ہیں۔ محسن ہر نیکی کے کام کو لپک کر کرنیوالا۔ اور اللہ کی عبادت اس رنگ میں کرنیوالا کہ گویا اسے دیکھ رہا ہے۔ اور یہ کہ خدا پر اپنا ظن نیک رکھنے والے۔ (ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ) مراد کو پہنچتے ہیں۔ جب یوسف علیہ السلام نے محض اپنے رب کی فرمانبرداری میں ایک عورت کا مقابلہ کیا اور یہ اجر پایا کہ ملک مصر میں مختار ہوے تو کیا (نبی کریم صلعم گویا فرماتے ہیں) میں جو محض اللہ کی توحید و عظمت کے لئے سارے جہان کا مقابلہ کررہا ہوں اور اپنے کئی عزیزوں کو چھوڑ چکا ہوں ذلیل رہونگا ہرگز نہیں بلکہ ضرور ہے کہ یوسف سے بڑھکر اس ملک عرب میں اقتدار پاؤں۔ اسوقت مکے کے سر ٹکانے کے لئے تم جگہ دینا گوارا نہیں کرتے۔ مگر ایک وقت آتا ہے کہ (یتبوأ منھا حیث یشاء) یعنی عرب میں محمدی گورنمنٹ کا سلطہ ہوگا۔ اور آپ اور آپ کے اصحاب جہاں چاہینگے رہینگے۔ دنیا میں محسنین کے لئے یہ اقتدار (چنانچہ صحابہ کرام اور نبی اکرم صلعم نے اسے حسب پیشینگوئی حاصل کیا۔) آخرت میں جنت کی لقاء پانے کا ثبوت ہے۔

آمنوا یعنی ایمان لاکر اسپر قائم و محکم ہوئے اور تقوی اپنا شعار بنایا۔ گویا محسنین کی تفسیر ہے۔

اجعلنی علی خزائن الارض سے حضرت یوسف نے بادشاہوں کی صحبت سے بچنے کی تدبیر کی کہ اس میں بہت سہو خوف ہوتے ہیں۔ اور دوم اپنی نبوت کی تبلیغ کا زیادہ موقعہ نہ ملتا تھا۔ اس طرح جب عامۃ الناس سے تعلق ہوا تو خلقت کو گرویدہ کر کے تبلیغ کا خوب موقعہ ملا اور پھر کام ایسا کہ قحط میں نفع رسانی یوں بھی ثواب کثیر کا موجب تھا اور اس میں ایک قسم کی خود مختاری بھی تھی۔ اعتراض کیا جاتا ہے کہ کافر سے طلب امانت کیوں کی۔ اپنی مدحت سرائی کی۔ ان سب باتوں کا جواب اوپر کی تحریر میں آگیا۔ یعنی آپکو نفع رسانی مطلوب تھی اور جس کام کو پسند کیا اس کے لئے اطمینان ملک کے لئے اپنی قابلیت کا اظہار ضروری تھا۔ **حفیظ**۔ یعنی میں آمد کے تمام ذرائع کی حفاظت کرونگا۔ اور خرچ کے تمام طریقوں اور لوگوں کی حاضری کو جانتا ہوں۔

باخٍ لکم من ابیکم۔ یہ یوسف کے سگے بھائی تھے۔ جب اس کے حصہ کا غلہ مانگا یا کسی طرح باتوں میں اس کا حال معلوم ہوا تو یوسف علیہ السلام نے یہ کہا نرمی سختی بہم جس حسن ترتیب سے کی ہے وہ واقعی یوسف علیہ السلام کا ہی حصہ تھی۔ ایک طرف کہا میں غلہ پورا دیتا اور اچھا اتارنے والا ہوں۔ دوسری طرف دھمکایا کہ نہ لائے تو پھر غلہ نہ ملیگا۔ ذرا برادران یوسف کے جملات انا لفاعلون۔ انا لحافظون پر غور کریں انشاء اللہ کبھی اللہ کا نام تک نہیں لیتے۔ اسی لئے مصیبت پر مصیبت میں پھنستے ہیں۔ ان کی پونجی درہم سمجھو یا کچھ اور مال لعلہم یعرفونہا یہ آپ نے دل میں کہا۔ اور پہچانیں کیا؟ احسان کا حق اور اس طمع سے پھر آئیں یا یہ سمجھ کر کہ غلطی سے ہمارا سرمایہ لوٹا دیا گیا ہے۔ خاندان نبوت بالخصوص حضرت یعقوب اس امانت کے واپس کرنے کے حق کو خوب سمجھتے تھے حضرت یوسف کا خیال ہوا کہ ضرور وہ انھیں پھر بھیجینگے کہ جا کر ان کا حق دے آؤ۔ پونجی ان کے اسباب میں رکھنے کی مفصلہ ذیل وجوہات معلوم ہوتی ہیں۔ (۱) کرم وسخا سے مجبور ہو کر پھر لوٹ آئیں۔ (۲) شاید آبا کے پاس اور پونجی نہو جس سے دوبارہ بھیج سکیں (۳) قحط کا زمانہ تھا اپنے اقارب پر احسان کیا (۴) اپنے والدین و برادران سے غلہ کی قیمت لینی مکروہ معلوم ہوئی (۵) ایسے طریق سے احسان کیا کہ ان کو ندامت حاصل نہو (۶) یہ سمجھانے کے لئے کہ وہ بھائی کو کسی ایذا، یا ثمن زیادہ لینے کے خیال سے نہیں بھیجتا۔ (۷) ان کے باپ پر ظاہر ہو کہ مہتمم غلہ نے ان پر احسان کیا۔ اور اب دوسرے بھائی کو جو بلایا تو عزت واکرام کے لئے۔ (۸) اس لئے کہ پونجی ڈاکوؤں کی دستبرد کے فکر سے محفوظ گھر تک پہنچ جائے۔ (۹) اگر مردی احسن الی من اساء۔ نہایت بدی کا مقابلہ نہایت نیکی سے۔ (۸) وہ سمجھیں کہ پونجی شاید سہواً آگئی۔ حضرت یعقوبؑ واپس لوٹانے کے لئے پھر ان کو بھیجیگا۔

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّ

کہا میں نے کیا؟ امین بنانا ہے تمھیں اسپر مگر ویسا، جیسا کہ امین بنایا تھا تمہیں اسکے بھائی کے اس سے پہلے پس اللہ بہتر ہے نگہبان اور

هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ قَالُوْا

وہی زیادہ مہربان ہے کل مہربانوں سے۔ اور جب انھوں نے کھولا اپنا اسباب پایا اپنی پونجی کو پھیر دیگئی ہے انکی طرف بولے

يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ

اے ہمارے ابا ہمیں اور کیا چاہئے یہ ہے ہماری پونجی لوٹائی گئی ہماری طرف اب پھر جائیں اور ہم غلہ لائینگے اپنے کنبہ کیلئے اور ہم حفاظت کرینگے اپنے بھائی کی اور ہم زیادہ لینگے ایک

بَعِيرٍ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ۝ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَأْتُنَّنِي

اونٹ کا بوجھ   یہ   غلہ   تھوڑا ہے ۔   یعقوب نے کہا میں ہرگز نہ بھیجونگا اسے تمھارے ساتھ جبتک کہ دو مجھے   پکا قول   اللہ کی قسم کا کہ ضرور تم لے آؤ گے میرے

بِهٖٓ إِلَّآ أَن يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ۝ وَقَالَ يٰبَنِيَّ

پاس اسکو بجز یہ کہ گھیرے جاؤ   تم   تو جب انھوں نے دیا اسکو اپنا پکا قول کہا   اللہ   اسپر جو ہم کہتے ہیں شاہد حال ہے ۔   اور کہا   اے میرے بیٹو

لَا تَدْخُلُوا مِنۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَآ أُغْنِي عَنكُم

نہ داخل ہونا تم   ایک دروازے سے   اور داخل ہونا جدا جدا دروازوں سے ۔   اور نہیں ٹال سکتا ہوں تم سے

مِّنَ اللّٰهِ مِن شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝

اللہ کیطرف سے کسی قضا کو   نہیں حکومت   مگر اللہ کیلئے اُسی پر   توکل کیا میں نے   اور اسی پر   پس چاہئے کہ توکل کریں توکل کرنیوالے

وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُم مَّا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللّٰهِ مِن شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً

اور جب داخل ہوئے اس طرح سے کہ حکم دیا انھیں ان کے باپ نے   نہ کفایت کر سکا   ان سے   اللہ کی طرف سے کسی قضا کو   مگر ایک خواہش

فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهٗ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

تھی یعقوب کے جی میں   پورا کر لیا اسے   اور تحقیق وہ البتہ صاحب علم تھا اس کا جو ہم نے علم دیا اسے   اور لیکن   اکثر   لوگ   یہ راز

لَا يَعْلَمُونَ ۝

نہیں جانتے

ھل میں ایک شائبہ نفی کا بھی پایا جاتا ہے ؞

فاللّٰہ خیر ۔ دیکھئے انبیاء بات بات میں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں ؞ باوجود ایک دفعہ آزمانے کے پھر بھی بھیجدیا انبیاء حسن ظن سے کام لینے والے ہوتے ہیں ۔ ان میں صلاح پائی تو بات مان لی ۔ (۲) نبیامین سے انھیں کوئی حسد نہ تھا ۔ (۳) قحط کی ضرورت نے انھیں مجبور کر دیا (۴) آپ کو احوال سُن کر خیال ہُوا کہ وہ محسن یوسف ہی نہو

ما نبغی ۔ یعنی ہم حق سے تجاوز نہیں کرتے ۔ جھوٹ نہیں بولتے ؞ یا یہ کہ جو احسان ہم سے ہُوا اس سے زیادہ ہمیں نہیں چاہئے ۔ یا یہ کہ ہمیں اور بضاعتہ نہیں چاہئے یہی جو لوٹائی گئی ہے پھرلئے جاتے ہیں ؞

کیل یسیر ۔ یہ غلہ آسان ہے یعنی سستا اور سہل الحصول ؞ یا یہ کہ یہ تم غلہ جیسے محسن کی نظر میں اتنا غلہ کوئی بڑی مقدار نہیں ۔ یا یہ کہ تھوڑی مدت تک چلنے والا ہے ؞

وکیل ۔ شاہد حال گواہ ضامن ۔ یعنی اپنی طرف سے تو پختہ بات کر لی اب اللہ ہی اسے سرانجام کرنیوالا ہے دوسرے معنی متن سے ظاہر ہیں ؞

الا ان یحاط بکم ۔ تم سب ہلاک ہوجاؤ یا سب کسی مصیبت میں پھنس جاؤ ۔ اور رجوع پر قادر نہ رہو ✦

من ابواب متفرقۃ ۔ اس کی نسبت مفسرین کے مختلف خیال ہیں ۔ (۱) اکثر کا تو یہی خیال ہے کہ آپ نے نظر لگنے سے بچانے کے لئے ایسا کیا اور ٹوک لگ جانا حق ہے (دیکھو صحیح مسلم (ابن عباس) کہ قضا و قدر پر اگر کوئی چیز غالب آسکتی ہے تو وہ نظر ہے ۔ (۲) ۔ جاسوس نہ خیال کئے جائیں ۔ (۳) ایک ہی شکل وضع قطع کے اجنبی آدمی اکٹھے دیکھنے سے اہل مصر کا خاص خیال ہو جاتا ۔ اور پھر ان کی نسبت مختلف باتیں کرنے لگتے رہزن و چور بھی سمجھ لیا جاتا (۴) سب کو ایک تصور کرکے یہ نہ کہدیں کہ تم ایک گھر کے ہو ۔ ایک بار اشتہی ملیگا ۔ اس صورت میں ما اغنی عنکم کے ساتھ اس کا یہ تعلق ہوگا کہ یعقوب علیہ السلام نے خواب یا کشف میں جیسا کہ لذو علم لما علمنٰہ سے بھی مترشح ہوتا ہے دیکھا ہے کہ ان پر کچھ مصیبت پڑیگی یا اس سفر میں کوئی خطرہ والی اندیشہ میں ڈالنی والی بات ہے آپ نے ظاہری اسباب سے ان کو روکنے کی تدبیریں اپنی طرف سے سب کردیں ۔ یوسف کے سگے بھائی کی نسبت عہد لے لیا ۔ اور الا ان یحاط بکم سے پھر بھی اپنے دل کی بات کا اشارہ کر دیا کہ کچھ ایسا پیش آنے والا ہے ۔ پھر اور جو خطرات پیش آنے والے ظاہری نظر سے معلوم ہوئے انکی نسبت انتظام کر دیا ۔ باوجود ان سب تدبیروں کے ما اغنی عنکم بھی کہہ دیا ۔ یہ اس لئے کہ آپ حضوری علم سے صاحب علم تھے ۔ خوب جانتے تھے کہ تدبیر اور تقدیر کو کیونکر جمع کیا جاتا ہے ۔ اور پھر توکّل کس کا نام ہے ۔ میں مسلمانوں کو خصوصیت سے اس آیت کی طرف متوجہ کرتا ہوں ۔ وہ توکّل کے معنے کیا سمجھتے ہیں اور اس آیت سے کیا ظاہر ہوتا ہے ۔ دیکھو اپنی طرف سے سب تدبیریں کردیں ۔ اور پھر کہا میں نے اللہ پر توکل کیا ۔ پھر دیکھو تقدیر ربّانی کس طرح پوری ہوئی ۔ یعنی ان راہوں سے مصیبت نے حملہ نہ کیا جن کو روکا ۔ بلکہ ایک اور راہ سے اور وہ بھی دراصل ان کے حق میں ایک راحت کا موجب ہوئی ۔ جو صاحب علم از تعلیم الٰہی ہوں وہ ایسا ہی کرتے ہیں ۔ تدبیر بھی کرتے ہیں ۔ تقدیر بھی مانتے ہیں ۔ اسباب سے بھی کام لیتے ہیں توکل بھی کرتے ہیں ۔

ایک اور بات بھی ہے جو بعض نکتہ رسوں کے لئے خاص مسرت کا موجب ہوگی ۔ وہ یہ کہ وہ خواہش اور ارمان وہ بات جو یعقوب علیہ السلام کے دل میں تھی صرف یہ تھی کہ سب علیحدہ علیحدہ جائیں اور یوسف کا بھائی علیحدہ چونکہ آپکو اعلام الٰہی سے معلوم تھا کہ یوسف زندہ ہے اور غالبًا مصر میں ہی ہے اور شاید وہی ہے جسنے ان کو سگے بھائی کے لانے کے لئے کہا ۔ اسلئے اسے کچھ خاص پیغام دے ۔ اگر اکٹھے گئے تو وہ پیغام نہ دے سکیگا ۔ پس ان کو علیحدہ علیحدہ کر دیا اور ما اغنی عنکم ، علیحدہ جملہ ہے یعنی آپ چونکہ خواب وغیرہ سے خیال تھا الا ان یحاط بکم کا یعنی مغلوب کئے جاؤ یا ہلاک کئے جاؤ سب اس لئے یہ بھی سُنا دیا اور اس میں اپنی بے بسی جتا دی تا یہ مسئلہ حل ہو کہ اللہ کی تقدیر مبرم کو نبی بھی نہیں ٹال سکتا ✦

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰی یُوسُفَ اٰوٰی اِلَیْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْ اَنَا اَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا

اور جب داخل ہوئے یوسف کے سامنے جگہ دی اپنے پاس اپنے سگے بھائی کو کہا تحقیق میں ہاں میں تیرا بھائی ہوں پس نہ رنج کر اس سے جو کرتے

كَانُوا یَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ ثُمَّ اَذَّنَ

رہے یہ ۔ پس جب طیار کیا ان کا سامان جعل رکھا گیا خاص برتن پانی پینے کا اپنے بھائی کی بوری میں پھر پکارا

مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۝ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ۝

ایک پکارنیوالے نے اے قافلہ والو بیشک تم البتہ چور ہو وہ بولے بحالیکہ منہ پھیر کر ٹرے ان کیطرف کیا چیز گم کی ہے تم نے

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ۝ قَالُوْا

کہا انھوں نے ہم نے کھویا ہی پیمانہ سرکاری اور اسکے لئے جو لائے اسے ایک بار اشتر (انعام) اور میں اس کا ضامن ہوں) وہ بولے

تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ۝ قَالُوْا فَمَا

قسم اللہ کی البتہ ضرور جانا تم نے نہیں آئے ہم اسلئے کہ فساد کریں اس سرزمین میں اور نہیں ہیں ہم چوری کرنیوالے ۔ کہا انھوں نے

جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ط

پس کیا سزا اسکی اگر ہوئے تم جھوٹے ۔ وہ بولے اس کی سزا وہ شخص کہ پایا گیا (مال) اُنکی بوری میں پس وہی اس کا بدلہ (ہے)

كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا

اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں حق تلفی کرنیوالوں کو پھر شروع ہوا ان کے تھیلیوں نے یوسف کے بھائی کی بوری سے پہلے پھر نکال لیا اسے

مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ

اسکے بھائی کے تھیلے سے ۔ اس طرح خود ہم نے تدبیر کی یوسف کے لئے ہرگز نہ لے سکتا تھا اپنے بھائی کو اُس بادشاہ کے آئین میں

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝

مگر یہ کہ اللہ چاہے (ع) ہم بلند کرتے ہیں درجوں میں جسے ہم چاہیں اور ہر صاحب علم کے اوپر ایک بڑا جاننے والا ہو

آوی کسی کو مصیبت کے بعد پناہ دینے پر بولا جاتا ہے۔ یوسف کے سگے بھائی برادران یوسف نے بڑی تکلیفیں اُٹھائیں تھی۔

تنبیہ۔ ول پر اکرہ

جعل السقایة۔ اس کی تفسیر میں مفسرین نے ایک اصل کے نہ جاننے سے سخت ٹھوکر کھائی وہ یہ کہ انھوں نے نہ سمجھا کہ جس کی نسبت جعل السقایة فرمایا وہ کس حیثیت کا آدمی ہے۔ اصل میں چاہئے کہ ہر شخص کی شان و مرتبہ کے موافق کسی لفظ کی مراد بتائی جائے۔ اس بات کے نہ ماننے سے لوگوں نے صفات الٰہیہ میں بھی دھوکا کھایا ہے اور پھر اتنی سی بات سے کئی انبیاء کرام علیہ السلام کی عصمت کے خلاف باتیں لکھدی ہیں۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ اولیاء تو درکنار اپنے باپ دادا پر بھی فریب یا داؤ یا جھوٹ کی تہمت (خواہ در اصل ان میں یہ بات ہو) نہیں سن سکتے۔ اور اللہ کے برگزیدہ ماموروں پر ایسی تہمت لگانے سے نہیں جھجکتے۔ میں نے کئی بار یوسف علیہ السلام کے نام کو اگاگر کے مجمع عوام میں یہ بات سنائی کہ ایک بھائی نے دوسرے بھائیوں سے یوں کیا کہ اپنے سگے بھائی کو رکھنے کے لئے

اِن کے اسباب میں اپنی ایک چیز رکھا دی۔ اور پھر گرفتار کرالیا تو وہ بولے یہ شیوۂ اتقا سے بعید اور فریب کا کام ہے جب بعینہٖ یوسف علیہ السلام کے بارے میں ان کے علماء کا یہ عقیدہ سُنایا گیا تو وہ خاموش رہ گئے یہ سب غلط فہمی اتنی سی بات سے ہے کہ بعض مفسرین نے خیال نہیں کیا کہ امراء وغیرہم اعلیٰ حیثیت کے لوگ اپنے ہاتھوں سے پانی پینے کے برتن اور جوتیاں وغیرہ نہیں سنبھالا کرتے۔ سیدھی بات ہے کہ حضرت یوسف نے پانی پیا کام کی کثرت اور اسی میں اشتغال اتفاق سے پیالہ اپنے بھائی کی بوری پر رکھدیا۔ ملازمین کی غفلت سے اسی میں باندھا گیا۔ بعدازاں ملازموں نے اس کی تلاش اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے از خود شروع کی۔ اور ان ہی میں سے ایک نے ان کی تلاش لینی شروع کی اور یہ بھی اتفاق تھا کہ یوسف کے بھائی کی باری بعد میں آئی یا وہ تلاشی لینے والا جھجک گیا کہ یوسف علیہ السلام اس پر خاص شفقت کرتے رہے جسے خاص ملازم فوراً پا جاتے ہیں۔ شاید اسکی بوری سے پہلے ہی کٹورا نکل آئے تو اس کی بیعزتی کی باری نہ آئے۔ اور یہ سب کچھ الٰہی تصرف تھا اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جیسا ہم نے بیان کیا۔ بس ایسی تدبیر کی ہم نے یوسف کے لئے۔

کید۔ تدبیر محمود و مذموم دونوں پر بولا جاتا ہے۔ جیسا کرنیوالا ویسے اس کے معنی۔ اللہ تعالیٰ قدوس ہے پس اس کی تدبیر بھی پاک ہے۔

صواع پانی پینے کا قیمتی برتن ہی پیمانہ بنالیا گیا تھا بخیال برکت و عزت طعام دیا تھا وہ صواع اور اس سے پانی پینے کا کام لے لیا گیا۔

لقد علمتم۔ غالباً وہ پونجی جو انھیں واپس دی گئی تھی وہ پھیر لے آئے تھے۔ اس کے سبب نیز اور بھلے مانس ہونے کے نشانوں سے اور بالخصوص اس لئے کہ وہ غلہ لینے آئے تھے۔ تم جان چکے ہو کہ چوری ہمارا شیوہ نہیں۔

جزاءہ میں ہ کی ضمیر پیمانہ کے چرانے کی طرف ہے۔

قالوا جزاءہ۔ ایک ترکیب سے تو متن والے معنی ہیں۔ دوم یہ کہ اس پیمانہ کا بدلہ ہے۔ وہ شخص کہ پایا گیا اس کے بوجھ میں۔ پس یہ مذکور اس شخص کی سزا ہے صواع کے لئے ضمائر کا اختلاف کبھی مذکر کبھی مونث ایک سقایہ کے اعتبار سے دوم یہ کبھی مونث ہوتا ہے کبھی مذکر۔ ہماری ایک دوست کا قابل قدر خیال ہے۔ گم ہوا صواع۔ تلاش اسی کی تھی لیکن نکلا سقایہ

الا ان یشاء اللہ۔ اگر استثناء متصل ہے تو یہ مراد کہ اس شاہ کے آئین میں ہی سے ایسی کوئی بات بتائید الٰہی نکل آتی کہ وہ رکھ لیتا۔ اگر استثناء منقطع ہے تو مراد یہ ہے کہ شاہی قانون توڑ نہ سکتا تھا۔ ہاں اللہ کی مشیت میں کوئی تدبیر علاوہ قانون شاہی نکل آئے تو مل جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تدبیر نکل آئی۔

کل ذی علم علیم۔ یہ ایک طرح سے تو رفع درجت کی دلیل ہے کہ دیکھو ہر ایک دانا سے بڑھ کر دوسرا دانا موجود ہے پس اس طرح ہم نے یوسف کو بھی درجات میں بلند کر دیا۔ بھائیوں پر ہر بار یک در بار یک تدابیر سے برتری دی۔ دوم یہ کہ ہر صاحب علم کے اوپر بڑا جاننے والا یعنی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے ایسی تدبیر نکالی جو اور کسی سے نہ ہو سکتی تھی۔ کیونکہ ایسا تصرف کہ آدمی بھول جائے اور کوئی نہ کر سکتا تھا۔

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ

کہا اُنھوں نے اگر یہ چرا لے تو عجب نہیں اسکا ایک بھائی بھی چوری کر چکا ہے اس سے پہلے۔ پس چھپا رکھا اسے یوسف نے اپنے دل میں۔ اور نہ ظاہر کی یہ بات ان سے۔ کہا

اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا

تم ہی خانہ خراب ہو۔ اور اللہ بہتر جانتا ہے اسکو جو تم بیان کرتے ہو۔ کہا انھوں نے اے عزیز تحقیق اسکا باپ ہے

ع ۹

شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ

بوڑھا بڑی عمر والا پس رکھ لے ہم کو ایک اسکی بجائے تحقیق ہم دیکھتے ہیں تجھے احسان کرنیوالوں سے - کہا اللہ کی پناہ

اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ○ فَلَمَّا اسْتَايْـَٔسُوْا

کہ ہم پکڑیں سوا اس شخص کے کہ پایا ہم نے اپنا مال اس کے پاس سے تحقیق ہم ایسا کریں تو البتہ بے انصافی کرنیوالے ہیں) پس جب بالکل

يَئِسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۖ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا

نا امید ہو گئے اس سے الگ ہو بیٹھے مشورہ کیلئے بولا بزرگ ان کا کیا تمھیں معلوم نہیں تحقیق تمھارا باپ لے چکا ہے یقینًا تم سے عہد

مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ

اللہ کی قسم سے اور اس سے پہلے جو تقصیر کی تم نے درباره یوسف پس میں نہ چھوڑونگا یہ سرزمین - یہانتک کہ اذن دے میرے لئے

اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ○ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ

میرا باپ یا اللہ میری واسطے کوئی فیصلہ کرے اور وہ بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے - تم واپس جاؤ اپنے باپ کے پاس اور عرض کرو ای ہمارے ابا تحقیق

ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ○ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ

تیرے بیٹے نے چوری کی اور نہیں ظاہر کیا ہم نے مگر جو کچھ ہم نے جانا اور نہیں ہیں ہم غیب کی حفاظت کرنیوالے - اور دریافت کرلو بستی

الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

سے جس میں ہم رہے - اور قافلہ سے جسمیں ہم چلے آئے ہیں - اور تحقیق البتہ ہم سچ کہنے والے ہیں - یعقوب نے کہا نہیں بلکہ آراستہ کر دیا تمہارے

اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○

لئے تمہارے دلوں نے ایک کام پس (میرا شیوہ) صبر و شکر ہے - امید ہے کہ اللہ لائیگا میرے پاس ان سب کو تحقیق بات یہ ہے کہ وہ علم والا حکمت والا ہے

فقد سرق اخ لہ۔ اخ لہ اور اخوہ میں فرق ہم نے ترجمہ میں ظاہر کر دیا ہے۔ یہاں بھی مفسرین نے سخت غلطی کھائی ہے۔ بلا تامل یوسفؑ کے لیے چوری کے قصے بیان کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ اور پھر ان کی بارد تاویلیں کی ہیں۔ حالانکہ بجائے اس کے کہ ایک نبی پر چوری کا الزام ثابت کریں یہ آسان ہے کہ یوسف کے بھائیوں کو جھوٹا قرار دے لیں جبکہ اس سے پہلے ان کا جھوٹا ہونا صریح دلیل سے ثابت ہو چکا ہے۔ پس گیا یہ یقینًا بات نہیں کہ یہ جھوٹ موٹ کہدیا کہ اس کا بھائی بھی چور تھا جبھی تو یوسف علیہ السلام نے "واللہ اعلم" فرمایا کہ اس کی حقیقت اللہ کو خوب معلوم ہے۔ کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔

فاسرّھا ۔ یعنی یہ بات دل میں ہی پی گئے۔ لم یبدھا ان کو جتائی نہیں۔ گویا معنی نہیں۔ اور قال اور کلم

میں فرق ہے۔ قال کا اطلاق اشارہ یا دل میں بات کرنے پر بھی ہوتا ہے۔ بخلاف تکلّم۔ پس یہ ثابت ہوا کر بھائیوں کو سُنا کر کہا اور اگر کہہ بھی دیا تو کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا۔ سوم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ انتم شرّ مکانًا اس کلام کو چھپا رکھا۔ انپر

ان لہ ابًا میں اپنا عدم تعلق ظاہر کرتے ہیں

من وجدنا متاعنا عندہ۔ اس میں یوسف علیہ السلام کا کمال علم ظاہر ہوتا ہے۔ یہ نہیں فرمایا الّا من سرق۔ یعنی جس نے چُرایا۔ بلکہ یہ فرمایا جس کے پاس اپنا اسباب پایا۔

فلمّا استیاسُوا اس باب میں مبالغہ کا اظہار ہے۔ بمعنی فلمّا استیقنوا فلم ییأس افلم یعلیہ منہ۔ یوسف سے یا یوسف کے بھائی کے پانے سے نا اُمید ہو گئے۔

نجیًّا۔ اسم فاعل و جمع دونوں کے لئے۔ یعنی اکیلے ہوئے مشورت کرنے والے بن کر۔ دوم مصدر مفعول لہ

کبیرھم۔ بڑا عمر میں یا بزرگی میں۔ یا سرداری میں ما مصدریہ یعنی تقصیر تمھاری در بارہ یوسف یا موصولہ جو پیش کیا تم نے

یحکم اللہ۔ اللہ کوئی صورت نکالدے۔ مثلاً عزیز کے دل میں رحم آجائے یا میں مرجاؤں۔ یا کوئی اور ایسی بات نکل آئے۔ دیکھو اب جا کر اللہ کا نام لیا ہے۔

ماشھدنا۔ ایک مطلب تو یہ کہ ہم نے وہاں وہی ظاہر کیا جو ہمیں معلوم تھا۔ چور کی سزا اسی کو اسیر کر دینا ہے اور غیب کی ہمیں خبر نہ تھی کہ ہمارے بھائی ہی کے تھیلے سے نکل آئیگا۔ اور یہ پھنس جائیگا۔ دوم یہ کہ ہم آپ پر اے ابّا جو کچھ ظاہر کر رہے ہیں وہ وہی ہے جو ہم نے ان آنکھوں دیکھا۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ سقایہ اس کی بوری سے نکلا۔ غیب کی خبر نہیں کہ اصل بات کیا ہے۔ یا یہ کہ ہم نے عہد جو دیا تھا ہمیں غیب کی خبر نہ تھی۔ کہ یوں ہوگا

القریۃ۔ بمعنی اہل القریہ۔ یعنی بستی والے اور پھر وہ بھی سب نہیں۔ جیسے کہتے ہیں اکلت الشاۃ میں بکری کھائی یہ مطلب نہیں کہ اوجھڑی ہڈیاں چمڑا سب کچھ کھا گیا

بل سولت لکم۔ یعنی تم نے خود بنایا کہ چور کی سزا ہم میں یہ ہے تو گویا خود تم نے ایک مصیبت کے نزول کو اپنے لئے آسان کر دیا۔ یا بظاہر تو یہ بات عمدہ معلوم ہوئی کہ ہم ایک قانون بتلانے لگے ہیں۔ اور نہ سمجھے کہ خود پھنسینگے دوم یہ کہ یہاں سے تم با امید غلہ لے گئے اور پھر یہ بپتا پڑی۔ سوم دھوکا دیا تمھارے نفسوں نے کہ تم نے اسے چور سمجھا

ان یاتینی بھم جمیعا۔ اس جملہ سے انبیا اور دیگر عوام الناس کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ اب جو مصیبت بڑھ گئی تو حسب دستور حضرت یعقوب کو بہت مایوس ہونا تھا۔ مگر نہیں اللہ کے حضور آپ کی اُمیدیں اور بھی بڑھیں اور واقعات کے سلسلے سے بھی یہی سمجھو کہ جیسا زرگر سونے کو آگ میں ڈالتا ہے جس کا انجام زیور بننا ہوتا ہے جو کسی کے گلے میں پڑتا ہے ایسا ہی اب یہ مصیبت کا بڑھنا دراصل کسی نہایت خوشخبری کا پیش خیمہ ہے۔ جیسے دردزہ کی شدت بچہ کی ولادت کی دلیل۔ اس لئے علیم فرمایا۔ یعنی اسے میری دعاؤں کا علم ہے اور حکیم حکمت ہی سے اس ابتلا میں ڈالا ہے۔ پھر واقعات کے سلسلہ سے بھی معلوم ہوا کہ غالبًا یوسف مصر میں ہے۔ اسی لئے بنی یامین کی خواہش کی اور پھر اسے روک لیا

وَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ يٰاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝

اور منہ پھیر بیٹھا ان سے اور کہا اے میرا اندوہ یوسف پر اور ہوگئیں سفید اس کی آنکھیں اندوہ سے پس وہ ضبط کرنیوالا تھا

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ ۝

گھروالوں نے کہا تم اللہ کی رہیگا تو یاد کرتا یوسف کو یہانتک کہ ہوجائیگا تو قریب المرگ یا ہوگا تو ہلاک ہونے والوں سے۔

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

جواب میں کہا میں تو فریاد کرتا ہوں اپنی بیقراری اور اپنے اندوہ کی اللہ ہی کے پاس اور میں جانتا ہوں اللہ سے وہ کچھ جو تم نہیں جانتے۔

وتولّی عنھم۔ یعنی دعاؤں کے لئے اِن سے توجہ ہٹالی۔ اَسفٰی کا الف یٰ اضافتہ کا بدلہ ہے۔ یوسف کے بھائی کا نیا غم تھا وہ پورانا یاد آگیا۔ ایک واقعہ سے دوسرا یاد آتا ہے۔ پھر یوسف کا نام بوجہ محبت لیا اور اس لئے کہ اصل تمام ابتلاؤں کا اسی کا فراق تھا۔ پھر اس کی توجہ کھل گئی ہے۔ مگر یوسف کے غائب ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی

وابیضت عیناہ۔ اس کے معنوں میں مفسرین نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ اسی اصل سے غفلت کرکے کہ انبیاء کرام علیہ السلام کا حال عوام الناس کی مانند نہیں ہوتا۔ اِس قدر مبالغہ کیا جاتا ہے۔ اور ذرا شرم نہیں آتی۔ کہ یوسف کے لئے چالیس سال روتے رہے یہانتک کہ رخساروں میں گڑھے پڑگئے اور کہتے ہیں کہ آنسوؤں کے پانی سے گھانس اُگ آئی۔ تعجب کی بات ہے کہ بعض غیر نبی ایسا نمونہ دکھلاتے ہیں کہ ان کے لائق سے لائق بیٹے مرجاتے ہیں۔ مگر وہ راضی برضائے مولیٰ رہتے ہیں۔ اور ایک نبی ہوکر اتنی جزع و فزع کرے پھر زبان سے بار بار کہتا جائے **فصبر جمیل**۔ میرا شیوہ صبر جمیل ہے۔ کیا صبر جمیل اس کا نام ہے کہ صبح سے شام اور شام سے صبح تک ہائے ہائے کرکے رویا جائے حضرات کچھ تو دور اندیشی بھی چاہیئے اور پھر قریباً ایسے ثبوت بھی موجود ہیں جن سے آپکو کیا ایک معمولی سمجھدار کو بھی یقین ہوسکتا ہے کہ آپ زندہ ہیں پس جزع فزع چہ معنی دار د ہم اسبات کے قائل ہیں کہ بشریت کے تقاضا سے جب غم کا غلبہ ہو تو انسان کے آنسو نکل آئیں۔ مگر یہ نہیں کہ بس آٹھ پہر رونا اپنا شیوہ بنا لیا جائے۔ پھر لغت ہماری موید ہے۔ **ابیضت الاناء** برتن پانی سے بھر گیا۔ **بأض النعام** تمام پانی سے بھر گیا۔ ایسا ہی یہ مراد ہے کہ آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ (پنجابی گلیڈوں بھر آئے۔) اور یہ صرف آنی بات ہے۔ دوسرے کے گم ہونے سے یاد تازہ ہوگئی

حزن کہتے ہیں بُکاءٌ **مالیقصر نزول الدمع من غیر صوت**۔ سوا آواز نکلنے کے کچھ آنسو گرنا اور اندوہ کو بھی یہ ایک آنی کیفیت کا تذکرہ ہے۔ پس وہم کو دُور کرنے کے لئے فرمادیا۔ ایک تو حزن فرمایا۔ تاکہ **ابیضت عیناہ** کے کوئی یہ معنی نہ سمجھے کہ سو روکر آنکھیں سفید پڑگئیں دوم **فھو کظیم**۔ یعنی آپ اس محبّت کے جوش الفت کے اُبال کو اندر ہی اندر پی گئے۔ یعنی پس وہ رنج و غم کو روکنے والا تھا۔ کظم کہتے ہیں مخرج النفس کو۔ کظوم احتباس نفس کو کہتے ہیں۔ اور اس سے سکوت مراد لیا جاتا ہے۔ جیسا کوئی کہے کہ فلاں اونچا دم بھی نہیں لیتا یعنی بالکل خاموش۔ کظیم حابسٌ غیظہ۔ اپنے جوش کو روکنے والا۔ اگر یہ معنی بھی کریں کہ وہ بھرے ہوئے تھے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ مطلب یہ کہ غم سے بھرے ہوئے تھے۔ مگر ضبط کر گئے ظاہر نہ کیا۔ آپ یوسف علیہ السلام کی جدائی اور جلدی ملاقات کے لئے بہ لحاظ بشریت بے قرار تھے۔ مگر یہ نہیں کہ جزع فزع بیجا پر نوبت آئی ہو۔ ہرگز نہیں۔ ہاں جیسا آپ نے فرمایا اللہ کے حضور اس کے جلد ملنے کی دعائیں اور ان دعاؤں میں سے سوز و تڑپ سے رونا ایک اور بات ہے۔ مندرجہ ذیل ثبوت اس بات کے ہیں کہ آپ کو معلوم تھا یوسف علیہ السلام زندہ

ہیں (۱) یوسف علیہ السلام کا اپنا خواب جس کی تعبیر وکذٰلک یجتبیک ربک سے علیٰ وجہ البصیرۃ فرمائی۔ (۲) بھیڑیئے کے کھانے کی خبر سُن کر بل سولت لکم انفسکم امراً فرمایا۔ (۳) عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعا۔ فرمانا۔ (۴) اعلم من اللہ ما لا تعلمون فرمانا۔ (۴) پھر فتحسسوا من یوسف واخیہ صاف الفاظ میں کہہ دیا۔ (۵) اخیر پر الم اقل لکم انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون فرمانا اگر کوئی کہے باوجود اس کے کیوں پریشانی کا اظہار کیا۔ تو جواب یہ ہے کہ منہاج نبوۃ سے واقفیت پیدا کرو۔ بشریت اور نبوت ساتھ ساتھ ایک عجیب طرز سے چلتی ہیں۔ انبیاء کو خیال ہوتا ہے کہ شاید اس خواب یا کشف یا الہام کے کچھ اور ہی معنے نکل آئیں اور تفتؤ تذکر کا گھر والوں کا کہنا اس لئے ہے کہ وہ یوسف کے لئے بہت دعائیں مانگتے تھے کیونکہ زندہ یوسف کے لئے بہت سے خطرات تھے۔ اس کے دین کا بھی خیال تھا اور ان کو بھاتا نہ تھا اس لئے ایسا کہا حرضا۔ اذکار رفتہ۔ مضمحل

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا

اے میرے بیٹو جاؤ اور ڈھونڈو یوسف اور اس کے بھائی کی اور نہ نا اُمید ہو تم اللہ کی رحمت سے بایں بات یقیناً نہیں

يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ

نا اُمید ہوتے اللہ کے فضل سے مگر کافر لوگ پھر جب جا داخل ہوئے یوسف کے سامنے کہا انہوں نے مخاطب کرکے اے عزیز

مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا

پہنچی ہمیں اور ہمارے کنبہ کو تنگی اور ہم لائے ہیں پونجی تھوڑی ناقص پس پورا دے ہمارے غلہ اور خیرات کر ہم پر

اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ

تحقیق اللہ جزا دیتا ہے صدقہ کرنے والوں کو کہا کیا معلوم ہے تمہیں جو کچھ کیا تم نے یوسف اور اس کے بھائی سے جب تم

جٰهِلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ

بیخبر تھے۔ وہ بولے کیا سچ مچ تو ہی ہاں واقع میں تو ہی یوسف کہا میں ہی یوسف ہوں یہ میرا سگا بھائی ہے۔ یقیناً احسان کیا ہے اللہ

عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ

نے ہم پر واقعی بات یہی ہے جو تقویٰ کرتا ہے اور صبر کرے پس تحقیق اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیکوکاروں کا تب انہوں نے قسم اللہ کی

لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـــِٕيْنَ ۝ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ

البتہ واقعی برتری دی تمہیں اللہ نے البتہ ہم پر اور تحقیق ہم ہیں البتہ عمداً خطا کرنیوالے۔ کہا نہیں کوئی الزام تم پر آج کے روز معاف کرے

اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ

اللہ تمہیں اور وہ زیادہ رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنیوالوں سے۔ لیجاؤ میری قمیص یہ جو ہے پس ڈالدو اسے میرے باپ کے روبرو آ دیکھا

بَصِيرًا ج وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ۝

بصارت والا اور لے آؤ میرے پاس اپنا کنبہ سب

فتحسسوا جاس سے کسی چیز کے ڈھونڈنے کو کہتے ہیں +

روح ۔ کہتے ہیں ہر ایسی چیز کو جس سے انسان لذت پائے ۔ اللہ کی روح اس کی رحمت ۔ فضل فیض

الا القوم الکافرون ۔ کیونکہ کافروں کا ایمان اللہ پر نہیں ۔ پس اس کی رحمت و فضل کی کب اُمید رکھ سکتے ہیں

مزجٰة ۔ حقیر غیر مقبول ۔ بہ لحاظ قلت و نقص کے ۔ ہم تو ناقص لائے ہیں مگر آپ پورا ماپ دیجئے ۔

قال ھل علمتم ۔ چونکہ برادران یوسف کے تذلل کی انتہا ہو گئی کہ اب خیرات مانگنے لگے اس لئے آپ کو رحم آیا اور چاہا کہ اپنے تئیں ظاہر کر دیں اور ساتھ ہی اس معیبت کی وجہ بیان کر دی +

جاھلون ۔ اللہ کے افعال سے خبر نہ رکھتے تھے کہ وہ اپنے بندوں کی کس طرح حفاظت کر لیتے ہیں ۔

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

یتق ۔ معصیت سے بچتا رہے ۔ جیسے آپ امرأة العزیز سے بچے +

یصبر طاعت اللہ پر محکم رہے ۔ تکالیف میں ڈولے نہیں ۔ جیسے قید میں ایذاء الناس پر صبر +

من اللہ ۔ دیکھئے یوسف علیہ السلام نے بھائیوں پر ملامت نہیں شروع کر دی +

اثرك ۔ علم ۔ عقل ۔ صلح ۔ صبر میں برتری دی ۔ نبوت و حکومت میں

لا تثریب دل لذت سے بھر جاتا ہے جب ہم احادیث پڑھتے ہیں کہ نبی کریم صلعم کی دعا اللھم کسنی یوسف سے سات سال مکہ میں بھی قحط پڑا اور پھر بھائیوں ہی میں سے ابو سفیان طالب دعا مقر خطا ہوا پھر بھائیوں نے مدینہ کی طرف ہجرت پر مجبور کیا ۔ یہ گویا ہمارے نبی کریم صلعم کا مصر تھا ۔ آپ بھی ایک طرح سے اُمت کے روحانی باپ تھے ۔ قریش کے ہجر سے بیقرار ہوئے مگر آخر سب کو اللہ نے ملایا ۔ عین فتح مکہ کے دن جب سب مجرم گرفتار ہوتے آپ نے پڑھا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم اور سب کو معاف کر دیا + تثریب بمعنی سرزنش رجع القوہ علی وجہ سے یہ سمجھنا کہ مُنہ کے اوپر قمیص جا ڈالو میری سمجھ میں کوئی معقول پسند ایسا نہیں سمجھ سکتا غور کیجئے دخلوا علی یوسف کے یہ معنی نہیں کہ یوسف کے اوپر چڑھ گئے یہ صلہ تو عربی زبان کا ہے ۔ مطلب روبرو رکھنے کا ہے ۔ مقصد ایک نشان دینے سے ہے ۔ جس سے آپ کو بصارت حاصل ہو جائے کہ واقعی یوسف علیہ السلام زندہ ہیں

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ ۝

اور جب روانہ ہوا قافلہ ادھر کہا ان کے باپ نے تحقیق میں البتہ پاتا ہوں مہک یوسف کی اگر نہ ہو یہ کہ سٹرا بہترا کہو مجھے

قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ۝ فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ

وہ بولے قسم اللہ کی تحقیق تو تو البتہ اپنے قدیمی خبط عشق میں ہے ۔ پس جب آیا خوشخبری لانے والا ڈالا اس قمیص کو اس کے

وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ج قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

روبرو تو وہ ہوا بصارت والا کہا کیا نہیں کہا تھا میں نے تمہیں تحقیق میں جانتا ہوں اللہ سے جو تم نہیں جانتے

قَالُوْا يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ۝ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ

بولے اے ہمارے ابا بخشش مانگ ہمارے لئے ہمارے قصوروں کی تحقیق ہم تھے قصور کرنیوالے کہا بات ٹھہر کر میں مغفرت طلب کرونگا تمہارے لئے اپنے رب سے

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

تحقیق بات یہ ہے کہ وہی غفور رحیم ہے۔

فصلت ۔ جدا ہوا وہاں سے چلا؛

ریح ۔ مہک ہوا۔ خبر۔ شان وشوکت؛

فارتد بصیرا ۔ ایک تو یہ کہ آپ کی نظر بوجہ بڑی عمر ہونے کے ضعیف ہوگئی تھی۔ قمیص کے آنے اور یکدم خوشی کی خبر ملنے سے ایسا ہوتا ہے کہ قوت بصر حاصل ہوجاتی ہے ۔ ایک محاورہ بھی ہے اس کی آنکھیں کھل گئیں + دیکھ یہ اوپری بات نہیں حواس بڑھجاتے ہیں جب کہ عینک سے خوردبین سے نظر بڑھجاتی ہو تو نظر کا بڑھنا اصولاً منظور کرتے ہوئے یہ سوال فوراً حل ہوجاتا ہے۔ آپ کو مہک آنے لگ گئی۔ خبر ہوگئی۔ شان وشوکت معلوم ہوئی +

سوف آگے چل کر جب اجازت الہی ہوگی یا کوئی وقت صافی میسّر آئے +

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

پھر جب داخل ہوے یوسف کے سامنے جگہ دی اپنے پاس اپنے والدین کو اور کہا داخل ہو شہر میں انشاء اللہ

اٰمِنِيْنَ ۝ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا

امن پانیوالے اور چڑھایا اپنے والدین کو تخت پر اور سب گر پڑے اسکے لئے سجدہ کرتے ہوئے (اللہ کو) اور یوسف نے کہا اے ابا یہ ہے

تَاْوِيْلُ رُءْيَایَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ

تعبیر میرے خواب پہلے کے دیکھے ہوئے کی یقیناً کر دیا اسے میرے رب نے سچ اور واقعی رب نے احسان کیا مجھ سے جب

اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ

نکالا مجھے قید سے اور لے آیا تمہیں باہر سے بعد اس کے کہ فساد اٹھا یا اس شیطان نے

بَيْنِیْ وَبَيْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

مجھ میں اور میرے بھائیوں میں تحقیق میرا رب باریک در باریک تدبیر کرنیوالا ہے اسکے لئے جو کرنا چاہے۔ بات یہ ہے وہی علم والا حکمت والا ہے۔

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ

اے میرے رب واقعی تو نے دیا مجھے حکومت کا حصہ اور سکھائی مجھے کچھ حقیقت پانی کلاموں کی۔ اے پیدا کرنے والے آسمانوں

وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝

اور زمین کے تو ہی کارساز ہے میرا دنیا اور آخرۃ میں۔ موت دے مجھے بحالت فرمانبرداری اور شامل کر مجھے خاص صالح بندوں میں

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ

یہ غیب کی خبروں سے ہے - وحی بھیجتے ہیں ہم آپ کی طرف اور نہیں تھا تو ان کے پاس جب بالاتفاق ٹھان لیا اپنا کام جبکہ

یَمْكُرُوْنَ ۝ وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ

وہ بری تدبیریں کر رہے تھے۔ اور نہیں اکثر لوگ اور اگرچہ تو نے چاہا ایمان لانے والے اور نہیں مانگتا تو ان سے

مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝

اس تبلیغ پر کچھ اجر نہیں یہ مگر نصیحت سارے جہان کے لئے

آوٰی الیہ سے مراد یہ ہے کہ تکلیف و مصیبت و ابتلاء کے بعد انھیں عزت و آرام میں اپنی نگرانی میں اُتروایا اور سامان راحت مہیا کئے۔ صرف یہ مراد نہیں کہ پاس بٹھالیا۔

اُدْخُلُوا مِصْرَ۔ یہ استقبال باہر ہوا ہے۔

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔ یہ اللہ تعالیٰ کے تقوےٰ کی علامت ہے کہ انشاءاللہ کہہ دیا۔

اٰمِنِیْنَ۔ یعنی ہر طرح امن اور چین سے رہو گے اور داخل ہونے میں بھی کسی کا خوف نہ رکھو بیگانہ شہر نہ سمجھو۔ انشاءاللہ یعنی اگر اللہ نے چاہا تو با امن رہو گے۔ ہمارے نبی اکرم صلعم نے بھی مکہ میں داخل ہوتے ہی یہی فرمایا گویا پیشگوئی پوری ہوئی۔ لتدخلن المسجد الحرام ان شاءاللہ آمنین

رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ میرا مطلب اس ترجمے سے یہ ہے کہ جیسے کوئی کہتا ہے فلاں نے اپنے باپ کو تخت پر بٹھا دیا ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ بڑی عزت و احترام سے رکھتا ہے۔ اگر یہ مطلب بھی ہو کہ اپنے والدین کو کسی اونچی و رفیع جگہ پر بٹھایا ہو تو بعید نہیں اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا کے معنی ہونگے سب یوسف کے آگے جھک گئے یعنی ادب و تعظیم اظہار فرمانبرداری کے لئے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سجدہ یوسف کو کیا یہ اللہ نے کسی شریعت میں ہرگز اجازت نہیں دی تورات میں بھی صاف لکھا ہے میرے سوا تیرا کوئی خدا نہ ہو۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ عرش سے مراد شاہی دربار ہے اور یہ عام محاورہ ہے کہ دربار کو عرش تخت حکومت کہتے ہیں پس مطلب یہ ہوا کہ یوسف اپنے ماں باپ کو دربار شاہی میں لے گئے تاکہ اپنی شان و شوکت دکھائیں اور خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا یعنی اس کے لئے یہ سب باتیں جدائی کی اور پھر اپنے بیٹے اور بھائی کو اس شان و شوکت میں دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں باریک در باریک حکمتوں کا علم ہوا اور اس کا نقشہ سامنے آیا تو فوراً سجدے میں پڑ گئے جیسے کہ مومنین کا دستور ہے کہ کسی خوشی یا ہیبت کے وقت فوراً سجدے میں گر پڑتے ہیں اب یہ معنی بالکل صاف ہو گئے۔ مفسرین نے اور توجیہیں بھی کی ہیں مثلاً سجدہ اس زمانہ میں تعظیم تھا حکمت خفیہ جیسے ملائکہ کو آدم کے لیے یعقوب علیہ السلام نے سکھانے کے لئے باوجود جلالت شان ایسا کیا خَرُّوْا لَهٗ سے رَفَعَ اَبَوَیْهِ کے ساتھ والدین خاص ہو گئے۔

قد احسن بی۔ دیکھو یوسف علیہ السلام اللہ کے احسان یاد کرتے ہیں اور تکالیف کا ذکر مطلق نہیں کیا۔ یہ بھی مومنین کا طریق ہے۔ آجکل دستور ہے کہ جب دو بچھڑے ملتے ہیں تو شکایتوں کا انبار لگا دیتے ہیں کنوئیں سے نکلنے کا ذکر نہیں کیا کہ اس سے بھائیوں کی دلشکنی ہوتی ہے۔ اور آپس کی جدائی کو شیطان سے منسوب کیا۔

لطیف۔ باریک اور نیک تدبیر بنانے والا۔

من الملک سے ظاہر ہے کہ آپ بادشاہ وقت کے تحت جزوی اختیارات رکھتے تھے۔

تاویل الاحادیث۔ کتب سماویہ کا فہم۔ خوابوں کی تعبیر۔ ہر بات کا انجام سوچ لینا اور اسے خوب سمجھ لینا

توفنی۔ حضرت یعقوب نے اپنے بچوں کو وصیت کی تھی لا تموتن الا وانتم مسلمون اب اس کی تعمیل میں حضرت یوسف یہ دعا کرتے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ توفی اور موت کے ایک ہی معنے ہیں۔ توفی اسلامی لفظ ہے اس سے روح کی بقا کا مسئلہ حل ہوتا ہے اور موت جاہلیت کا لفظ ہے۔ حضرت یوسف نے موت کی دعا نہیں مانگی بلکہ یہ کہا کہ جب مروں بحالت فرمانبرداری مروں۔ اسلام فعل العبد ہے۔ مگر اس کی توفیق اور اس پر محکم رکھنا یہ اللہ کے اختیار میں ہے

صالحین۔ جن کے اعمال میں کسی قسم کا فساد اور کھوٹ نہ ہو ان کے کمالات و درجات مجھے بھی عطا کر

من انباء الغیب۔ یعنی ایک غیب کی چھپی ہوئی بات ہم نے یوسف کے قصے میں ظاہر کر دی اور پھر اشارہ کر دیا کہ ماکنت لدیہم۔ یعنی تو ان کافروں کے پاس نہ تھا جب مکہ والوں نے تیرے قتل یا اخراج کے منصوبے کئے واذ یمکر بک الذین کفروا۔ یہ بالکل غلط ہے کہ یوسف علیہ السلام کے قصے کو غیب کی خبر فرمایا ہے کہ یہ تو یہودیوں عیسائیوں اور مشرکوں کو بھی معلوم تھا ہاں یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ نبی کریم سے وہی گذرے گی جو یوسف علیہ السلام سے گذری۔

ذکر یعنی بھولی ہوئی باتیں یاد کرانیوالا جو کچھ احکام الٰہی ہیں سب انسان کی فطرت میں داخل ہیں۔ غفلت اور قومی تاثرات سے انسان بھول گیا۔

للعلمین سے حضور انور کی بعثت عامہ کا ثبوت ملتا ہے۔

وَكَأَيِّنْ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ○ وَمَا

اور کیسے کتنے ہیں نشان آسمانوں اور زمین میں گذرتے ہیں اس پر بایں حال کہ وہ اس سے بے پروائی کرنیوالے ہیں اور نہیں

يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ○ أَفَأَمِنُوْا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ

ایمان لاتے اکثر ان کے اللہ پر مگر اس حال میں کہ وہ شرک کرنیوالے ہیں۔ کیا یہ نڈر ہو گئے کہ آئے ان پر ایک چھا جانے والی آفت اللہ کے عذاب

اللّٰهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ أَدْعُوْٓا إِلَى

سے یا آئے ان پر وہ گھڑی اچانک اس حال میں کہ وہ پتہ نہ رکھتے ہوں۔ کہہ دے یہ ہے میرا طریقہ میں بلاتا ہوں اللہ

اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ وَمَآ

کی طرف اوپر بصیرت کے میں اور وہ جو میرے تابع ہوئے اور میں پاک بیان کرتا ہوں اللہ کو اور نہیں میں شریک مقرر کرنیوالوں سے۔ اور نہیں

أرسلنا من قبلك إلا رجالا نوحي إليهم من أهل القرى أفلم يسيروا في

اور بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے مگر مرد وحی بھیجتے ہم انکی طرف بستیوں کے رہنے والوں سے کیا پس نہیں سیر کیا اُنہوں نے اس

الأرض فينظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم ولدار الآخرة خير للذين

زمین میں تا نظر کریں کس طرح ہوا انجام انکا (جو تھے) پہلے ان سے اور البتہ گھر آخرت کا بہت اچھا ہے ان کیلئے

اتقوا أفلا تعقلون ○ حتى إذا استيأس الرسل وظنوا أنهم قد كذبوا جاءهم

جو متقی ہے پس کیا تم اپنے نیکی نہیں رو گئے آخر جب نا اُمید ہو گئے وہ پیغمبر (اپنی قوم سے) اور کافروں نے گمان کیا تحقیق جھوٹ ٹھہر گئی آئی پیغمبروں پر

نصرنا فنجي من نشاء ولا يرد بأسنا عن القوم المجرمين ○ لقد كان في

ہماری مدد پس نجات دیا گیا جسے ہم چاہتے اور نہیں ٹالا جاتا ہمارا عذاب (حق سے قطع تعلق کرنیوالے لوگوں سے البتہ ضرور ہے ان کے

قصصهم عبرة لأولي الألباب ما كان حديثا يفترى ولكن تصديق الذي

بیان میں بڑی عبرت دانائی والوں کے لئے نہیں ہے (یہ قرآن) کلام افترا کیا گیا ولیکن تصدیق اس کی جو

بين يديه وتفصيل كل شيء وهدى ورحمة لقوم يؤمنون ○

اس کے پہلے ہے اور کھلا بیان ہر شے کا اور ہدایت اور رحمت واسطے اُن لوگوں کے جو ایمان لاتے ہیں ۔

مشرکون ایک شرک فی الذات اللہ کا ہمتا کسی کو سمجھنا ۔ شرک فی الصفات جو صفات محض اللہ سے مخصوص ہیں کسی اور میں یقین کرنا ۔ مثلاً غیر اللہ سے استمداد کسی خاص پیر کو بلا کر گویا وہ بھی حاضر ناظر اور سنتا اور کرنے پر قدرت رکھتا ہے ۔ شرک فی حکم اللہ ۔ اللہ کے سوا کسی اور کے حکم کو بالاستقلال ماننا عبادت کے رنگ میں ہیں اس کے علاوہ گنڈے تعویذ میں اثر بالضرور سمجھنا اسباب حصول شے پر بالاستقلال بھروسہ ایسے کئی خفی شرک ہیں حتیٰ کہ جھوٹ وریا بلکہ سب گناہ ایک وجہ سے شرک ہیں ۔ مسلمانو! ان سے بچو ۔

غاشیہ ۔ قحط کی صورت میں جنگوں کے رنگ میں آیا ۔

الساعة ۔ موت ۔ قیامت ۔ یا مکہ کی فتح والی گھڑی ۔

قل ۔ اعلان کر دے ۔

سبیلی ۔ اس کی تشریح کر دی کہ اللہ کی طرف دعوت ۔ توحید و ایمان کی طرف بلاہٹ

علی بصیرۃ حجت واضحہ و ظاہرہ کی بنا پر ۔ عمدہ تعلیم بھی بصیرۃ ہے ۔

من اھل القری ۔ یعنی کبھی کوئی آسمان سے رسول نہیں آیا اُن ہی بستیوں میں سے کسی شخص کو برگزیدہ بنا لیتے ہیں ۔

افلم یسیروا ۔ سیر چل پھر کر یا گھر بیٹھ کر بذریعہ کتاب ۔ یا بذریعہ غور و فکر سب کو شامل ہے ۔

ولدار الآخرۃ - اس میں اشارہ ہے کہ متقیوں کی دنیا میں بھی اچھی گذر تی ہے ؛
افلا تعقلون یعنی تم رسول اللہ صلعم کی مخالفت سے اپنے تئیں کیوں نہیں روکتے کیا اپنے سے پہلوں کا حال نہیں دیکھتے ؛
حتیٰ ابتدائیہ استیناف کے لیے بھی آتا ہے گویا کلام شروع ہوا پچھلے کا جزو نہیں ؛
استایئس الرسل کے یہ معنی کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے نا امید ہوگئے ناقابل معافی غلطی ہے۔ کیونکہ
لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکافرون گویا نبیوں کو معاذ اللہ کافر کہنا ہے ؛
ظنوا انہم قد کذبوا کے تین معنی ہیں (۱) کافروں نے یقین کر لیا کہ وہ پیغمبر واقعی جھوٹ کہے گئے یعنی وعدہ پیغمبروں کو ہوئے وہ جھوٹ ہی تھے جبھی پورے نہ ہوئے (۲) کافروں نے یقین کر لیا کہ وہ کافر واقعی جھوٹ کہے گئے - یعنی ہم کافروں کو پیغمبروں نے جو کچھ کہا وہ جھوٹ ہی تھا وہ عذاب پورا نہوا - (۳) پیغمبروں نے گمان کیا کہ وہ مومنین کی طرف سے جھوٹ کہے گئے - یعنی پیغمبروں نے خیال کیا غالباً مومن بھی ہم سے وعدہ خلافی کریں گے
نجی - ماضی - مجہول -
قصصہم - یوسف اور اس کے بھائیوں کے بیان میں - تمام انبیاء اور کفار کے بیان میں ؛
عبرۃ - ڈر کر نصیحت پکڑنا - واقعی یوسف علیہ السلام کے بیان میں ہزارہا نصائح ہیں - پیشگوئی کے معاملے سے الگ کر کے بھی دیکھیں تو اس میں سے کئی مسائل حل ہوتے ہیں - جن کو ہم سا تھ لکھتے آتے ہیں - از انجملہ یہ کہ (۱) علم خواب صحیح ہے آیات سے تجربات سے یہ امر ثابت ہے - (۲) اسرار و خواب کا دشمنوں سے چھپانا جائز بلکہ بعض اوقات ضروری ہے - (۳) حسد ایک آگ ہے جو سب نیکیوں کو جلا دیتا ہے - (۴) ایک جھوٹ بولنے سے اعتبار جاتا رہتا ہے اور پھر کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں - اور آخر کار ندامت اٹھانی پڑتی ہے (۵) نبیوں کو اپنے آپ علم غیب نہیں ہوتا - (۶) دعا بیقراری و سوز سے منظور ہو جاتی ہے - (۷) نامحرموں کو اندر آنے جانے دینے میں ضرور خرابی نکلتی ہے - (۸) متبنیٰ بنا کر رکھنا اچھا نہیں (۹) اللہ اپنے نیکو کار بندوں کو بدیوں سے بچا لیتا ہے (۱۰) مخلص و محسن کو اللہ تہمتوں سے بری کر دیتا ہے - چنانچہ یوسف کی مانند ہمارے نبی اکرم کو بھی تمام ان عیوب سے جو ان کی طرف منسوب کیے جاتے تھے اللہ نے بری کر دیا جس کی خبر ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر - یعنی ایک فتح ہی اگلے پچھلے منسوب کردہ عیوب کا جواب و موجب برءیت ہوگئی - (۱۱) لوگ متقی پر حملہ کرتے ہیں یا تنگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اسے پیس ڈالا - مگر وہ آخر کار ایک پودہ بن کر اگتا ہے اور ثمر ور بارغ ہو جاتا ہے - (۱۲) فیض رساں جہاں کہیں رہتا ہے اس کی شان بلند ہوتی ہے - (۱۳) دوسروں کو پند و نصیحت سب سے بڑی خیرات ہے کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دو (۱۴) خواب کافر کا بھی درست ہو سکتا ہے - (۱۵) خواب کی تعبیر کامل سے پوچھنی چاہیے (۱۶) دعوے سے اپنے تئیں نیک نہ کہو - (۱۷) حق کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے - (۱۸) کافر کی نوکری کرنا اور پھر خود درخواست سے لینا جائز ہے - (۱۹) اپنے خویشوں بھائی بندوں سے یوسفی خصائل کے ساتھ پیش آؤ ؛ (۲۰) یوسف کے بھائی اپنے عزیزوں کے حق میں مت بنو - الا اثبات میں کہا اپنا مقصود ہاں نہ ہو - جب انتباہ ہو اللہ کے حضور میں جھک جاؤ - (۲۱) صبر کا اجر ضرور ملتا ہے - بادیہ میں رہنے والوں کو شاہی ملنی عجب نہیں - (۲۲) اللہ کی باتیں ہو کر رہتی ہیں درمیانی ابتلاؤں سے بدظن ہو کر اپنے ایمان میں فتور نہ ڈالو - (۲۳) تفرق کلمہ سے قومیں بگڑتی ہیں - اتفاق سے سب کام درست ہو سکتے ہیں ایسے ہی اور کئی نتیجے نکل سکتے ہیں - حضرت یوسف کے طرز عمل سے ان کی خاص قابلیت کا اظہار اور اللہ اعلم

حیث یجعل الرسالۃ کا علم حاصل ہوتا ہے کہ آپ کو غیر معمولی قویٰ و حواس دیے گئے۔ ایک طرف (۱) آپ کی غیر معمولی عفت کا ثبوت ملتا ہے پھر (۲) حافظہ کی قوت کا کہ بھائیوں کو فوراً پہچان لیا۔ پھر (۳) قوت بیانیہ کہ اس سے بادشاہ پر اثر ڈال لیا۔ پھر (۴) باوجود قدرت کے عفو کر دینا۔ چنانچہ بھائیوں کو معاف کیا پھر (۵) اپنے کنبہ کا اکرام فرمایا اور دنیوی
پھر اپنے آپ (۶) پر وثوق کس زور سے فرماتے ہیں اجعلنی علی خزائن الارض پھر آپ کی (۷) جودۂ دماغ بچپن میں کیسا عجیب اور پھر کیسا اعلیٰ خواب دیکھا۔ پھر (۸) اپنے ہمراہیوں پر شفقت خصوصاً التقریر میں کہ یا صاحبی السجن فرماتے رہے پھر (۹) نرمی اور سختی کو بہم کر دکھا دینا کہ ایک طرف انا خیر المنزلین کہا دوسری طرف فلا کیل لکم عندی پھر (۱۰) حسن تدبیر کہ قحط سے بچنے کا کیا عمدہ انتظام کیا۔ پھر (۱۱) غضب آنے پر حوصلہ کرنا۔ چنانچہ بھائیوں کے الزام کو پی گئے۔ پھر (۱۲) دنیا سے اللہ کو نہیں بھلایا۔ نہ حرص کو بڑھایا بلکہ وصال الٰہی کی دعا کرتے ہیں*

یہ بیان پڑھتے ہوئے انسان کو چاہیے کہ سب باتوں کو اپنے پر وارد سمجھ لے۔ قرآن مجید پڑھنے کا ایک یہ طریق بھی ہے انسان عالم صغیر ہے سب باتوں کے نمونے اس میں موجود ہوتے ہیں (۱) انسان کا دل یوسف ہے اور روح بمنزلہ اس کے باپ کے۔ نفس اور بدن کے دوسرے اعضاء اس دل کے بھائی ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ روح اور دل کی صلح ہو۔ وہ گمراہی کے گڑھے میں لا ہی پھینکتے ہیں۔ اللہ کی توفیق شامل حال ہو تو پھر وہی دل مصر بدن میں عزیز بنتا ہے اور اپنے بھائیوں (بدنی اعضاء و حواس کو) حکمت و تمیز کرتا ہے۔ اسی قلب کے ساتھ قلب سلیم جب مل جاتا ہے تو یہ دونوں یکجا ہو جاتے ہیں۔ نفس مطمئنہ ماں ہے اور لطیف روح باپ اور قلب شہید یوسف آپ یہ عرش شاہی گویا قرب الٰہی کا مقام ہے اور سجدے میں پڑنے والے اعضاء و قویٰ بھائی ہیں۔ جب قلب قرب الٰہی میں آتا ہے تو روح نفس مطمئنہ اعضاء و قویٰ سب فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ افکار غیر جو اپنے بھائی دل کو کہیں کا کہیں لیے پھرتے ہیں نیکی کے قحط میں خراب رہتے ہیں اور جب تھوڑی سی ارادت کی پونجی لاتے ہیں تو صالحات طریقت کا انبار پلتے ہیں روح کی آنکھوں کا نور تقویٰ ہے جب قلب انسان اس کی نگرانی میں ہو تو وہ جاتا رہتا ہے۔ موت کیا ہے فنا و وصال کا مقام ہے کہ بقا باللہ کا درجہ ملے *

* * * *

تمت
بالخیر

*